امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ
■ ماہ رجب اور واقعہ معراج
■ اسلامی معاشرہ میں خاندان......
■ اگر اب بھی نہ جاگے تو
■ دہلی فسادات منظر بہ منظر
■ مودی۔شاہ کی ہٹ دھرمی نے......
■ اخبار جہاں، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 11 مورخہ ۲۰ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۶/ مارچ ۲۰۲۰ء روز سوموار

مشکل حالات میں بھی حوصلہ اور ولولہ برقرار رکھئے

تبرکات ______ امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ

ماضی کا دوسرا نام تاریخ ہے۔ وہی قوم ترقی کرتی ہے جو تاریخ کی حفاظت کرتی ہے۔ اور اس سے سبق لیتی ہے۔ آپ کی تاریخ چودہ سو سال پر پھیلی ہوئی ہے، اس لانبے عرصے میں ملت اسلامیہ نے بہت سے ملکوں کا سفر کیا ہے، کامیابیوں اور ناکامیوں کے ان گنت مرحلوں سے دوچار ہوئی ہے۔ اگر کامیابیوں کی تاریخ لکھی جائے تو محسوس ہوگا کہ اس ملت نے ہزیمت کی تلخی نہیں برداشت کی ہے، اور ناکامیوں کی داستان چھیڑی جائے تو سننے والا اسے مظلوم ملت کہے گا، حقیقت یہ ہے کہ ملت اسلامیہ کی تاریخ میں کامیابی اور ناکامی ساتھ ساتھ چلتی رہی ہے اور ہر مرحلہ میں ان مع العسر یسرا کا مشاہدہ ہوتا آرہا ہے۔

اس سے زیادہ مظلومیت اور کیا ہوگی کہ حق کا اظہار جرم ہو جائے اور سچائی کے بیان کے لئے تنہائیوں کو تلاش کیا جانے لگے۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ دین کا کام شروع کیا اور خالق کا پیغام مخلوق تک پہونچایا تو لوگوں نے زبان بندی کے تمام حربے استعمال کئے، تنگی کے اس زمانے میں انسانوں نے پیغام الٰہی کو قبول کیا، یہ دشواریوں میں آسانی کا پہلا زینہ تھا۔ وہ حالات کتنے سخت رہے ہوں گے، جب رات کی تنہائی میں ایک چالیس سالہ انسان کو اپنا وطن چھوڑ دینا پڑا، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ چھوڑ کر مدینہ طیبہ کو وطن بنالیا۔

لیکن ان حوصلہ شکن حالات کے ایک پر عزم فیصلے نے کاروان حق کی تاریخ بدل ڈالی اور ناکامی کے درمیان کامیابی کی شمع روشن کردی۔ ہماری ابتدائی تاریخ میں اگر غزوہ بدر کی فتح ہے تو غزوۂ احد کا دھچکا بھی ہے، غزوہ خندق کی احتیاط ہے تو فتح مکہ کا ولولہ بھی ہے اور پھر ابلتے ہوئے حوصلوں اور بڑھتے ہوئے قدم کو روکنے کی مثال صلح حدیبیہ بھی ہے، یہ چیزیں بتاتی ہیں کہ ملت اسلامیہ نے ابتدا سے خدا پر لازوال یقین عزم وحوصلہ، صحیح فیصلہ اور استقامت اور ایثار وقربانی کے ذریعہ دشواریوں میں سہولت کی راہ تلاش کی ہے اور ناکامیوں کے درمیان کامیابیوں کو ڈھونڈ نکالا ہے، یہ تاریخ بتاتی ہے کہ ملت اسلامیہ نے کامیابی کے مرحلوں میں اپنے آپ کو قابو میں رکھا ہے اور جب ناکامی ہوئی تو اس نے اسے راستے کی ایک ٹھوکر سمجھا۔ ایسی ٹھوکر جو احتیاط کا سبق دیتی ہے۔ بڑھنے کا حوصلہ بخشتی ہے، اور منزل کو پانے کے لئے تازہ عزم پیدا کرتی ہے۔

عہد نبوی کے بعد کی تاریخ بھی گرنے، اٹھنے، سنبھلنے اور بڑھنے کی تاریخ ہے اور ایسی تاریخ اس لئے تیار ہوئی کہ خدا پر لازوال یقین اور اسلام سے غیر متزلزل اور وفاداری کے نتیجے میں لوگوں نے حوصلہ نہیں ہارا، وہ جانتے تھے کہ شکست صرف ہارنے کا نام نہیں، حوصلہ کھودینے کا نام ہے۔ ان لوگوں نے مشکل حالات میں بھی حوصلہ اور ولولہ برقرار رکھا۔ طویل صلیبی جنگوں اور تاتاری حملوں کے نرغے میں کسی بھی ملت کا باقی رہ جانا کوئی آسان کام نہ تھا، لیکن یہ ملت اسلامیہ کی سخت جانی ہی نہیں قوت ایمانی تھی جس نے بدترین دنوں میں بھی حوصلوں کو بلند رکھا اور جب حالات نے پلٹا کھایا تو نور ایمانی کے اثرات دور دور تک محسوس کئے گئے۔

ایک بات عرض کردوں، ملی زندگی کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے، کامیابی بھی نظر آئے گی اور ناکامی کے نقوش بھی ملیں گے، جو عہد کامیابی کا ہے وہ عہد در اصل خدا اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت، نظم وضبط، اتحاد واعتماد کا ہے اور ناکامی کا عہد قرآنی ہدایات اور نبوی ارشادات سے فرار، اتحاد کی کمی اور نظم وضبط کے فقدان کا نمونہ ہے۔

”عہد نبوی کے بعد کی تاریخ بھی گرنے، اٹھنے، سنبھلنے اور بڑھنے کی تاریخ ہے اور ایسی تاریخ اس لئے تیار ہوئی کہ خدا پر لازوال یقین اور اسلام سے غیر متزلزل اور وفاداری کے نتیجے میں لوگوں نے حوصلہ نہیں ہارا، وہ جانتے تھے کہ شکست صرف ہارنے کا نام نہیں حوصلہ کھودینے کا نام ہے۔ ان لوگوں نے مشکل حالات میں بھی حوصلہ اور ولولہ بر قرار رکھا۔ طویل صلیبی جنگوں اور تاتاری حملوں کے نرغے میں کسی بھی ملت کا باقی رہ جانا کوئی آسان کام نہ تھا، لیکن یہ ملت اسلامیہ کی سخت جانی ہی نہیں قوت ایمانی تھی جس نے بد ترین دنوں میں بھی حوصلوں کو بلند رکھا اور جب حالات نے پلٹا کھایا تو نور ایمانی کے اثرات دور دور تک محسوس کئے گئے۔“

تاریخ کا یہ عہد در اصل جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تفسیر ہے جس میں فرمایا گیا ہے۔ **ترکت فیکم امرین لن تضلوا بعد ما تمسکم بھما کتاب اللہ وسنتی** (میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، کتاب اللہ اور میری سنت، اگر تم ان پر مضبوطی سے عمل کرتے رہے تو کبھی نہیں بھٹک سکو گے)

چودہ سو سال گذر گئے لیکن جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں نہ کہنگی آئی اور نہ تاثیر میں کمی ہوئی ہے، وہ سبق آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے، مسلمان جہاں بھی رہے انہوں نے اس سبق کو یاد کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خالق نے انہیں اوپر اٹھایا، مخلوق نے ان کی پذیرائی کی اور کامیابیوں نے ان کے قدم چومے۔ انہوں نے ہر ملک کو اپنا وطن سمجھا، اسے بنانے، سنوارنے اور ترقی دینے میں بڑی جدوجہد کی۔ آپ ہندوستان کی تاریخ کا جائزہ لیجئے، یہاں مسلمان خواہ تاجر کی حیثیت سے آئے ہوں، مبلغ کی شکل میں آئے ہوں یا انہوں نے فاتح کی حیثیت سے اپنا تعارف کرایا ہو، یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے ہندوستان کو جنت نشاں بنادیا۔ انہوں نے علوم وفنون کی سرپرستی کی، علم وتحقیق کے نئے افق تلاش کئے، تہذیب کو بلند قدروں سے آشنا کیا، فن تعمیر کو تاج محل کا حسن اور قطب مینار کی بلندی عطا کی، نظام حکومت اور نظم معیشت استوار کیا، اور انسانوں کے درمیان مساوات، بھائی چارگی، صلہ رحمی اور عزت نفس کا درس دیا، جس ملت کے افراد نے ہندوستان کو سب کچھ دیا اس کے بارے میں یہ بحث زیادہ اہمیت نہیں رکھتی کہ وہ کس انداز سے اس ملک میں آئے۔

اس ملک میں اور لوگ بھی باہر سے آئے ہیں، انہوں نے بھی اس ملک کو ایک نیا رخ، نئی تہذیب اور نیا انداز فکر دیا، ان لوگوں نے بھی اس ملک کی بڑی خدمت کی ہوگی، لیکن اس وقت آنے والوں کے حوصلے اتنے بلند تھے کہ یہاں کے اصل باشندوں دراوڑ، کول، بھیم، سنتھال اور بہت سے انسانوں کو علاقے کے علاقے خالی کردینے پڑے۔ زندگی بتانے کے لئے جنگلوں میں پناہ لینی پڑی اور تاریخ نے انہیں جنگلی قوموں کا نام دے دیا، جب کہ وہ ہندوستان کے اصلی باشندے کہے جانے کے مستحق ہیں، اس وقت ایک ایسی تہذیب کی بنیاد رکھی گئی جس میں انسانوں کے درمیان فرق تھا، اور کوئی اونچ تھا اور کوئی نیچ، کوئی مادر زاد شریف تھا اور کسی کو تمام تر شرافتوں کے باوجود شریفوں کے قبیلے میں شامل ہونے کی اجازت نہیں ملتی تھی، علم، عظمت، وقار، صنعت وحرفت، اور خدمت کو مختلف طبقوں میں بانٹ دیا گیا، جس نے بعد میں ذات کی شکل لے لی، ماضی بعید کی یہ تقسیم آج بھی ہندوستان کا دہکتا ہوا مسئلہ ہے۔ آنے والوں کی نیتوں پر شبہ نہیں، وہ خلوص ومحبت کا پیغام لے کر آئے ہوں گے، لیکن تہذیب کا جو ریکارڈ ہمارے سامنے ہے اسے دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ فاتح بن کر آنا یا مفتوح کی شکل میں بھاگ کر آنا، رشی منی کی حیثیت سے آنا یا تاجر کے انداز میں آنا اپنے اندر نتائج کے اعتبار سے فرق نہیں رکھتا، اثر اس کا پڑتا ہے کہ آنے والا کس پیغام کے ساتھ آرہا ہے، کس سانچے میں اس کے ذہن کی تعمیر ہوئی ہے اور وہ کس مقصد سے آرہا ہے، وہ مقصد بلند اور وہ پیغام انسانیت کے لئے نفع بخش ہے تو اچھے نتائج سامنے آئیں گے، اور اگر اس پیغام کو لانے والے بلند حوصلہ، مضبوط عزم اور صحیح فیصلے تک پہونچنے کی قوت رکھتے ہوں تو پیغام دور تک پھیلے گا، اور دیر تک اس کے اثرات باقی رہیں گے۔ (**ماخوذ از نقوش تاباں**)

اقوال زریں

درست راستہ اس وجہ سے نہ چھوڑیں کہ اس کے راہی کم ہیں، حق کا سفر تنہا ضرور کر دیتا ہے، مگر اس تنہائی میں عجیب سا لطف بھی ہوتا ہے۔ ☆ ان لوگوں کو معاف کردو جو کبھی آپ کی تکلیف کا سبب بنے تھے اور انہیں یاد رکھو جو ہر وقت آپ کی خوشیوں کی تلاش میں رہتے ہیں، عزت، احساس، شفقت اور پیار ایسے ادھار ہیں جو دوگنے ہو کر واپس ملتے ہیں۔ ☆ یقین رکھو کہ رزق دو طرح کا ہوتا ہے، ایک وہ جس کی تم جستجو کرتے ہو اور ایک وہ جو تمہاری جستجو میں لگا ہوا ہے۔ (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

”ریاستی اسمبلیوں سے (سی اے اے، این آر سی اور این پی آر سے متعلق“ پاس شدہ امور بعض تجویز کی حیثیت رکھتے ہیں، جبکہ لوک سبھا ہی تجاویز کو ایکٹ بنانے اور ملک بھر میں اس کے نفاذ کی قانونی طور پر مجاز مطلق ہے اور تمام ملک کی ریاستوں کو اس کا ماننا قانوناً ضروری ہے، بہار اسمبلی کی پاس شدہ تجاویز پر جشن منانا بے وقوفی ہے، اخبارات میں حکومت کو جو مبارکباد اور سلامت باد کے پیغامات شائع ہو رہے ہیں، ان سے متاثر نہیں ہونا چاہیے“۔ (پندار یکم مارچ ۲۰۲۰ء)

اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں

(از: مولانا رضوان احمد ندوی)

السلام علیکم

اور جب تم کو سلام کیا جائے تو تم سلام کا جواب اس سے بہتر انداز میں دو، یا وہی لوٹا دو، بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والے ہیں (سورہ نساء ۸۶)

وضاحت:۔ دنیا کی تمام قوموں میں ملاقات کے وقت خوشی اور محبت کو ظاہر کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی لفظ یا فقرہ کہنے کا رواج ہے، ہمارے ملک کے برادران وطن جب آپس میں ملتے جلتے ہیں تو ایک دوسرے کو آداب یا نمسکار کہتے ہیں، مغربی مما لک کے لوگ good morning اور رات میں good night کہتے ہیں، لیکن اسلام نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب وہ آپس میں ملیں تو السلام علیکم کہیں، جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ تم کو ہر تکلیف ومصیبت سے نجات دے، جان ومال، آل واولاد حتی کہ دنیا وآخرت میں ہر قسم کی سلامتی عطا کرے، دوسرا شخص اس کے جواب میں وعلیکم السلام کہے، اس سے آپس میں نہ صرف الفت ومحبت اور تعلقات میں خوشگواری آتی ہے، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ایک ہی ملت محمدیہ کے ایمانی فرزند ہیں، اس لئے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے جہاں بہت سے دینی شعائر کو فروغ دینے کی تلقین کی وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کو رواج دینے پر بھی زور دیا اور فرمایا کہ لوگو! باہم سلام پھیلاؤ کہ یہ باعث برکت ہے، اب اگر کوئی السلام علیکم کہے تو رحمۃ اللہ وبرکاتہ کے الفاظ کا اضافہ بھی کردے تو اسے اور بھی زیادہ ثواب ملے گا، چنانچہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور السلام علیکم کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو دس نیکیاں ملیں، دوسرا آدمی آیا اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو بیس نیکیاں ملیں، تیسرا آدمی آیا اور اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو تیس نیکیاں ملیں، (ترمذی شریف)

یہ کلمات کی زیادتی صرف تین کلمات تک مسنون ہیں، کیونکہ سلام کا موقع مختصر کرنے کا مقتضی ہوتا ہے، اس میں زیادتی کرنا موقع ومحل کے خلاف ہے، اس میں شناسا اور انجان کی کوئی تخصیص نہیں ہے، بڑے اور بچے کی بھی تمیز نہیں ہے، البتہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ چھوٹے بڑوں کو سلام کریں، اور اس وقت تواضع وفراخ دلی کا اظہار کریں، سلام کے بعد اظہار محبت کا دوسرا ذریعہ مصافحہ بھی ہے، اس سے سلام کے اغراض کی تکمیل ہوتی ہے اور یہ معاہدہ بھی ہوتا ہے کہ میرے ہاتھ اور زبان سے آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہونچے گی، امام ابن عیینہ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ سلام کیا چیز ہے، سلام کرنے والا یہ کہتا ہے کہ تم مجھ سے مامون رہو، مگر افسوس یہ ہے کہ اس وقت ہمارے سماج سے سلام کا رواج کم ہوتا جارہا ہے، کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو انتظار میں رہتے ہیں کہ وہ مجھے سلام کریں، اس بے اعتنائی کی وجہ سے فاصلے بڑھتے جارہے ہیں اور اس کے فضائل وبرکات سے محروم ہورہے ہیں، حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرنے میں پہل کرتے تھے، اس اسوہ نبوی کو ہم بھی تازہ کریں اور معاشرہ میں سلام کو رواج دیں۔

دو محبوب کلمے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ کو بہت پسند ہیں، پڑھنے میں زبان پر ہلکے ہیں، قیامت کے دن اعمال کے ترازو میں وزنی ہیں، وہ کلمے ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم، پاک ہے اللہ کی ذات، اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں، اور پاک ہے وہ اللہ جو عظیم مرتبے اور شان والا ہے (بخاری شریف)

مطلب:۔ بخاری شریف کی یہ سب سے آخری حدیث ہے، اس کے الفاظ بہت مختصر ہیں، لیکن معنی ومفہوم میں بڑی گہرائی ووسعت اور جامعیت ہے، اس حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو کلمے زبان پر آسانی سے چڑھنے والے ہیں، جن کی رعایت میں کوئی دشواری نہیں، اسی لئے یہ دونوں کلمے اللہ کو بے حد محبوب ہیں، جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حساب کے لئے میزان عدل قائم کریں گے تو اس وقت یہ دونوں ہلکے پھلکے کلمے نہایت وزنی اور بھاری ہوں گے، وزن اور بھاری ہونے کا مطلب ہمارے ترازو کی طرح نہیں، بلکہ جس طرح آج ہوا، بجلی اور رفتار کی ناپ تول کے لئے میٹر ہیں اور یہ گویا ایک طرح کی ترازو ہیں، اسی طرح اللہ کے یہاں بھی الفاظ اور ان کے اندر کی روح کی ناپ تول کے لئے پیمانے اور میٹر ہیں جن کے ذریعہ کاغذوں کا وزن نہیں، بلکہ ان کے اندر محفوظ اعمال کی طاقت کو تولا جائے گا اور وہ طاقت بلاشبہ کلمہ تحمید وتسبیح ہی کی بڑھی ہوئی ہے، پھر جتنے یقین واخلاق اور دل کی سچائی اور اعتماد سے یہ کلمہ پڑھا جائے گا، اور اس کے تقاضوں پر جس قدر زیادہ عمل زندگی میں ہوگا اس کا یہ کلمہ اسی قدر جاندار وزن دار اور آخرت میں نفع بخش ہوگا، وہ کلمے یہ ہیں سبحان اللہ وبحمدہ۔ اور دوسرا سبحان اللہ العظیم، اللہ کی رحمت کی توقع کے ساتھ اس کے جاہ وجلال سے خوفزدہ رہا جائے اور اس کی صفت عظمت کو دل میں پیوست کیا جائے، اس طرح ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ سبحان اللہ کا ورد زبان پر جاری رکھے، تاکہ اللہ کے نزدیک مقامات علیا سے سرفراز ہو، اس میں کوئی شک نہیں کہ ذکر الٰہی تمام عبادتوں سے افضل وبرتر ہے، اس لئے یہ کلمات مومنوں کے لئے بڑا تحفہ ہیں۔

ایک حدیث میں یہاں تک فرمایا گیا کہ جس نے سبحان اللہ وبحمدہ کہا اس کے لئے جنت میں کھجور کا درخت لگ جاتا ہے، جس سے وہ فیضیاب ہوگا، اس لئے ہر مومن بندہ کو رات دن، چلتے، پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اس کلمہ کو پڑھتے رہنا چاہئے، اس سے دل کا کھوٹ اور باطن کی گندگی دور ہوگی اور اس کے نتیجہ میں ایمان میں قوت وتازگی پیدا ہوگی۔

دینی مسائل

(از: مفتی محمد احتکام الحق قاسمی)

عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد رکاوٹ پیدا ہوگئی، کیا کرے؟

کرونا وائرس کی وجہ سے حکومت کی جانب سے عمرہ میں جانے والوں پر پابندی لگادی گئی، جس کی وجہ سے بہت سارے لوگوں کو جو عمرہ کا احرام باندھ چکے تھے، ایرپورٹ سے ہی واپس آنا پڑا، لیکن چونکہ وہ احرام باندھ چکے تھے اب احرام سے نکلنے کی کیا شکل ہوگی؟ اور کیا عمرہ کی قضا لازم ہوگی؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

اللہ پاک کا ارشاد ہے: وَأَتِمُّوا الحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَ لَاتَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ (البقرة: ۱۹۶)

حج اور عمرہ کو اللہ کے لیے پورا کرو، پھر اگر تم روک دیے جاؤ تو جو قربانی میسر ہو پیش کرو اور جب تک قربانی اپنے ٹھکانہ پر نہ پہونچ جائے بال نہ مونڈواؤ۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں شخص مذکور جس کو عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد حکومت کی طرف سے عمرہ کی ادائیگی سے روک دیا گیا، وہ قربانی کا جانور؛ بکرا یا اس کی قیمت حرم میں کسی معتمد کے پاس بھیج دے، اس سے قربانی کا دن اور وقت متعین کرالے اور متعینہ دن اور وقت پر قربانی کے بعد حلق کرا کر احرام کھول دے، پھر بعد میں جب ممکن ہو اس کی قضا کرلے۔

و أما حكم الإحصار فهو أن يبعث بالهدى أو بثمنه ليشترى به هديا و يذبح عنه و ما لم يذبح لا يحل و هو قول عامة العلماء (الفتاوىٰ الهنديه : ۱/۲۵۵) ثم إذا تحلل المحصر بالهدى و كان مفردا بالحج فعليه حجة و عمرة من قابل و إن كان مفرداً بالعمرة فعليه عمرة مكانها. (الفتاوىٰ الهندية : ۱/۲۵۵)

واضح رہے کہ احرام سے نکلنے کے لیے حرم میں قربانی ضروری ہے، حلق یا قصر شرط نہیں ہے، البتہ کرالے تو بہتر ہے۔ ”وأما الحلق فليس بشرط للتحلل فى قول أبى حنيفة و محمد رحمهما اللّٰه تعالىٰ و إن حلق فحسن“ (الفتاوىٰ الهندية: ۱/۲۵۵)

حکومت یا غیر مسلم کی طرف سے مسجد کی تعمیر؟

فسادات میں دنگائیوں نے خون ریزی کی، بہت سارے مکان ودوکان اور مسجدوں میں آگ لگادی، ان کو شدید نقصان پہونچایا، اب حکومت ایسے لوگوں کو ہرجانہ دینا چاہتی ہے اور مسجد کی مرمت واصلاح یا از سرنو تعمیر کرنا چاہتی ہے، کچھ مسجدوں میں مقامی غیر مسلم حضرات بھی اپنا تعاون دینا چاہتے ہیں، شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

ملک میں امن وامان کا قیام، انسانی جان و مال اور مذہبی مقامات کا تحفظ حکومت کی اہم ذمہ داریوں میں سے ہے، کسی جگہ فسادات کا پھوٹ پڑنا، جن میں جان و مال اور مذہبی مقامات کو شدید نقصان پہونچے، حکومت کی نااہلی اور ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی ولاپرواہی کی دلیل ہے، لہٰذا جہاں وہ عام لوگوں کی جان و مال کے نقصان کا ہرجانہ دیتی ہے، اس کا لینا جائز ہے، وہیں اگر وہ سرکاری فنڈ سے مذہبی مقامات کے نقصان کی تلافی کرتی ہے یا ازسرنو ان کی تعمیر کراتی ہے، یا غیر مسلم حضرات اس کے تعاون میں حصہ لیتے ہیں، تو شرعاً جائز و درست ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے تعمیر کردہ کعبہ کو اسی حالت میں باقی رکھا، اس کو توڑ کر دوبارہ تعمیر نہیں فرمایا۔ (ابوداؤد؛ کتاب المناسک باب الصلوٰۃ فی الکعبۃ: ۱/۲۷۷)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر بادشاہوں کا تحفہ اور ہدیہ قبول فرمایا۔ ”عن علی رضی اللّٰه تعالىٰ عنه عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم إن كسرىٰ أهدى له فقبل و إن الملوك أهدوا إليه فقبل منهم.“ (ترمذى ؛باب ما جاء فى قبول هدايا المشركين: ۱/۲۸۶)

و أما الإسلام فليس من شرطه فصح وقف الذمى بشرط كونه قربة عندناو عندهم. (البحر الرائق: ۵/۳۱۶)

غیر مسلم کا مسجد میں داخل ہونا

کیا کوئی غیر مسلم مسجد کی مرمت واصلاح کا کام کرنے کے لیے یا دینی پروگرام سننے یا کسی مسلم دوست کے نکاح میں شرکت کے لیے مسجد میں داخل ہوسکتا ہے؟

الجواب و باللّٰہ التوفیق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کافروں کو مسجد میں داخل ہونے پر کوئی پابندی نہیں تھی بلکہ بنوثقیف کے وفد کو جس کے سبھی ارکان غیر مسلم تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ٹھہرایا، اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کا احترام کرتے ہوئے غیر مسلم حضرات مسجد میں داخل ہوسکتے ہیں، خواہ وہ مسجد میں کام کرنے کے لیے جائیں یا دینی پروگرام سننے کے لیے یا نکاح میں شرکت کرنے کی غرض سے جائیں۔

و جاز دخول الذمى مسجداً و لو جنباً كما فى الاشباه (إلى قوله) قال فى الهدايه : و لنا ما روى أنه عليه الصلوٰة والسلام انزل وفد ثقيف فى مسجده و هم كفار و لان الحنث فى اعتقادهم فلا يودى الى تلويث المسجد. (شامى مع الدر المختار: ۶/۳۸۷، كتاب الحظر والاباحة ؛ باب الاستبراء)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف

پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 11 مورخہ ۲۰/رجب المرجب ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۶/مارچ ۲۰۲۰ء روز سوموار

این پی آر، این آر سی کی پہلی سیڑھی

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یکم /اپریل سے پورے ملک میں این پی آر کا کام شروع ہونے والا ہے، جو ۳۰/ستمبر تک جاری رہے گا۔اس کے لئے حکومتی سطح سے ضروری تیاری ہورہی ہے، اس کام کو کرنے کے لئے سرکاری کرمچاری بھی متعین کرائے جا رہے ہیں، جو ہر شخص سے اس کی ذاتی معلومات کی ڈائرکٹری تیار کریں گے،اس طرح فارم کی خانہ پری کریں گے گویا مرکزی حکومت نے عومی اندیشوں اور خطرات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے این پی آر کو کرانے کا فیصلہ کرلیا ہے،غور طلب بات یہ ہے کہ این پی آر، این آر سی کا ہی ایک جزء ہے جس کے گزٹ کے چپٹر نمبر ۱۵ کے صفحہ ۲۶۲ پر اس کی وضاحت موجود ہے کہ این پی آر، این آر سی کا پہلا زینہ ہے، جس کے فارمیٹ میں ۲۱/سوالات ہیں، نام وپتہ، پیدائش وجنس کے ساتھ آدھار کارڈ، ڈرائیوری لائسنس، پاسپورٹ اور والدین کی تاریخ ولادت اور جائے پیدائش وغیرہ کا خانہ بنا ہوا ہے، پہلے سرکاری عملے زبانی معلومات دریافت کر کے خانہ پری کریں گے، پھر چند مہینوں کے بعد آپ کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق دستاویزی ثبوت پیش کرنے کو کہا جائے گا تا کہ ویری فیکیشن کرسکیں، اگر آپ کے کاغذات نامکمل پائے گئے تو ڈاؤٹ فل لکھ کر آپ کے لئے مشکلات کے دروازوں کو کھول دیں گے، جبکہ اس وقت زمینی حقیقت یہ ہے کہ ۳۵/کروڑ سے زیادہ شہریوں کے پاس نہ کوئی اپنا ٹھکانہ ہے اور نہ کوئی دستاویز، وہ کہاں سے ماں باپ کی تاریخ پیدائش اور جائے پیدائش کے ثبوت پیش کریں گے، حتی کہ بہار کے وزیر اعلیٰ نے بھی اپنے والدین کی جائے پیدائش پر لاعلمی کا اظہار کیا ہے، تو عام لوگوں کا کیا حال ہوگا، وزیر اعلیٰ اور اس طبقہ کے لوگ ممکن ہے کہ سی اے اے کے ذریعہ شہریت کے کسی طرح حقدار ہو جائیں، لیکن جو لوگ سی اے اے کے دائرے سے خارج ہیں آخر وہ کیا کریں گے، انہیں بنیادوں پر ملک گیر پرامن احتجاجی مظاہرے ہو رہے ہیں کہ حکومت اس طرح کے سیاہ قانون کو واپس لے، چنانچہ اس تحریک کے نتیجہ میں ۵، ۶ ریاستوں نے سی اے اے اور این پی آر کو اپنے یہاں نافذ نہ کرنے کی تجویز پاس کی، حکومت بہار نے بھی سی اے اے کے بارے میں یہ کہکر دامن جھاڑ لیا کہ یہ معاملہ عدالت عظمی کے سامنے ہے، ان کے فیصلہ کا انتظار کرنا چاہئے، البتہ انہوں نے اسمبلی میں ۲۰۱۰ء کے فارمیٹ پر این پی آر کرانے کی تجویز منظور کرائی، اب دیکھنا یہ ہوگا کہ مرکزی حکومت این ڈی آے میں شامل اپنی اس حلیف پارٹی کی اس تجویز پر کتنا عمل کرتی ہے، کیونکہ ماضی کے تجربات یہی بتاتے ہیں کہ ان کی بہت سی قراردادوں کو مرکزی حکومت نے سرد خانہ میں ڈال دیا ہے، مگر اس سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ خبروں کے مطابق بہار کی حکومت این پی آر کرانے کے لئے نئے فارمیٹ کے مطابق اپنے عملے کو تربیت دینی شروع کردی ہے، جس سے ان کے قول وفعل میں تضاد ظاہر ہوتا ہے، ان کے اس دوہرے پیمانے نے بھی عام لوگوں میں بے چینی پھیلادی ہے، کہ عوام جائیں تو کدھر جائیں، ایسے نازک حالات میں ہمارے مخدوم امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم نے صوبہ وبیرون صوبہ کے چند ممتاز وکلاء اور قانون دانوں کی ایک خصوصی نشست ۱۵/مارچ کو دفتر امارت شرعیہ میں طلب کی ہے کہ وہ دستوری اور آئینی لحاظ سے ملک کے عوام کو بتلائیں کہ موجودہ حالات میں ہندوستانی باشندوں کو کیا کرنا چاہئے توقع ہے کہ ان وکلاء کی صحیح سمت میں رہنمائی سے ناامیدی کے بادل چھٹیں گے اور ذہنی خلجان بھی دور ہوگا۔

بینکوں کا زوال شروع

اس وقت ملک ایک بڑے معاشی بحران سے گذر رہا ہے، یہاں کی اقتصادی حالت دن بدن خراب ہوتی جارہی ہے، آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے بینک ڈوبتے جارہے ہیں، ابھی پنجاب اور مہاراشٹر کواپریٹو بینک کی غرقابی کا صدمہ تازہ ہی تھا کہ اسی درمیان یس بینک دیوالیہ پن کا شکار ہوگیا، اس بینک نے انیل امبانی گروپ اور ووڈافون جیسی کمپنیوں کو 241499 روپے قرض دیئے جس کی اب تک واپسی نہ ہونے کی وجہ سے بینک مالی بحران کا شکار ہوگیا، بینک کے اوپر ۲۴/ہزار کروڑ کی دین داری ہے، اور اس کے پاس ۲/لاکھ کروڑ کی بیلنس شیٹ ہے، اس لئے آر بی آئی نے اس کے اکاؤنٹ ہولڈروں سے کہا کہ وہ ۳۰/دن میں صرف ۵۰/ہزار روپے ہی نکال سکتے ہیں، اب بھلا بتائیے کہ جنہوں نے بچیوں کی شادیوں کے لئے محنت سے ایک ایک روپیہ جمع کیا تھا ان کے لئے کس طرح دشواری پیدا ہوگئی، آر بی آئی کے اعلان کے بعد تو بازار میں افراتفری مچی ہوئی ہے، اکاؤنٹ ہولڈروں کی اے ٹی ایم کے ذریعہ روپے نکالنے کی ہوڑ سی لگی ہوئی ہے، لمبی لمبی قطاروں میں لوگ لگے ہوئے ہیں، دوسری طرف تماشہ یہ ہے کہ اس بینک کے اے ٹی ایم خالی ہو چکے ہیں، اس کی وجہ سے بھی صارفین خوف وہراس میں مبتلا ہیں کہ کہیں وہ اپنی گاڑھی کمائی کی جمع پونجی سے محروم نہ ہو جائیں، یہ اور بات ہے کہ وزیر خزانہ نرملا سیتا رمن صارفین کو یقین دلانے میں لگی ہوئی ہیں کہ کسی کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ان کی محنت کی کمائی ضائع نہیں ہوگی، مگر غور طلب بات یہ ہے کہ مرکزی حکومت کے وزراء کے قول وعمل میں جس قدر تضاد پایا جاتا ہے اس سے کسی طرح بھی یقین نہیں ہوتا کہ روپے محفوظ رہیں گے، کیونکہ اسی اثنا میں وزیر خزانہ نے اس دیوالیہ پن کا ٹھیکرا سابقہ یو پی اے کے سر پھوڑ دیا ہے، تو آخر آپ ۶/سالوں سے برسر اقتدار ہیں اور خواب غفلت میں پڑے ہوئے تھے، اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ بی جے پی حکومت انتظامی اور مالی اداروں کو سنبھالنے میں پوری طرح ناکام ثابت ہوئی ہے، وہ بینکنگ نظام کو چلانے کی صلاحیت نہیں رکھتی ہے اس لئے اس طرح کے حالات پیش آرہے ہیں، بہر حال اب حکومت ہی کی ذمہ داری ہے کہ قبل اس کے کہ کوئی تیسرا بینک دیوالیہ پن کے قطار میں نہ لگ جائے انہیں اپنی آئیڈیالوجی پر نظر ثانی کرنی پڑے گی، اور صارفین کو بھی چوکنا رہنا ہوگا کہ نوٹ بندی کے بعد ملک میں جس طرح معاشی بحران کا سلسلہ شروع ہوا ہے، وہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا ہے، اس لئے عوام کو بھی اپنی حکمت عملی میں تبدیلی لانے پر غور کرنا پڑے گا۔

کرونا وائرس سے دہشت

ایک شہری کی حیثیت سے ہمیں اس پر بڑی تشویش ہے کہ اس وقت ملک کئی طرح کے مسائل میں گھرا ہوا ہے جس کے حل کے لئے مرکزی حکومت بالکل فکر مند نہیں ہے، ایک طرف یہ ملک اقتصادی ومالی بحران کا شکار ہے، تو وہیں دوسری طرف عالمی صحت کے مسائل نے ملک کے باشندوں کو بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا کردیا ہے، خاص کر کرونا وائرس کے خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں، جس کے باعث متعدد شہری متاثر بھی ہیں، اس سے ایک قسم کی افراتفری کا عالم بپا ہے لوگ اس کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کر رہے ہیں، مگر اس ہنگامی حالت کے تدارک کے لئے جس طرح کی سہولتیں فراہم ہونے چاہئے وہ دستیاب نہیں ہیں، اور نہ ہی مرکزی حکومت کی طرف سے کوئی موثر اقدامات کئے جارہے ہیں۔ بلکہ عام لوگوں کو دلاسا دے کر انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ بھیڑ بھاڑ والے علاقوں سے پرہیز کریں، ماسک لگائیں وغیرہ تو اتنا کہہ دینا کافی ہے کیا؟ یا دواؤں کے بارے میں بھی کچھ غور وفکر نہیں کرنا چاہیے، دوسری بات یہ ہے کہ اس وائرس سے اقتصادی کساد بازاری کا خطرہ بھی پیدا ہوگیا ہے، چین سے سپلائی بند ہے، جس کا براہ راست اثر یہاں کی فیکٹریوں پر پڑنے لگا ہے اس لئے ہندوستان کو ہیلتھ کے ساتھ ویلتھ پر بھی توجہ دینے چاہیے۔اس سلسلہ میں سابق وزیر اعظم اور معروف ماہر اقتصادیات جناب ڈاکٹر منموہن سنگھ نے دی ہندو اخبار میں ملک کی موجودہ صورت حال کو خوفناک اور تکلیف دہ بتلایا اور مرکزی حکومت کو تین نکاتی فارمولوں پر عمل کرنے کا مشورہ دیا انہوں نے سب سے پہلے ملک کے اندر سماجی ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے شہریت ترمیمی قانون کو بدلنے یا واپس لینے کی تجویز رکھی تا کہ ملک کے اندر قومی اتحاد بحال ہو، دوسرے یہ کہ کرونا وائرس پر قابو پانے کے لئے موثر اقدامات کئے جائیں اور تیسرے یہ کہ تفصیلی اور درست مالی منصوبہ لاگو کیا جائے تا کہ کھپت کا مطالبہ بڑھے اور معیشت کو درست کیا جائے، سابق وزیر اعظم نے اپنے طویل سیاسی تجربات کی روشنی میں جن مسائل کی طرف توجہ مبذول کرائی حکمراں طبقہ کو اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے، تا کہ ملک میں اطمینان وسکون کی فضا پیدا ہوسکے

یوگی حکومت کی سرزنش

اتر پردیش کی بی جے پی حکومت نے شہر لکھنؤ میں شہریت ترمیمی قانون کے خلاف مظاہرہ کرنے والوں پر الزام عائد کرتے ہوئے انہیں نجی وسرکاری املاک کو نقصان پہونچانے کی پاداش میں جرمانہ ادا کرنے کا حکم نامہ جاری کیا ہے، اور اس کے لئے ایسے ۵۷/معززین شہر کی تصاویر لکھنؤ کے مختلف چوک چوراہوں پر آویزاں کیا جنہیں وہ ملزم تصور کرتی ہے، اس میں سابق آئی پی ایس آر دارا پوری، محمد شعیب ایڈوکیٹ، ڈاکٹر سید کلب سبطین نوری وغیرہ کے نام نمایاں طور پر شامل ہیں، ان کی تصاویر کے ساتھ یہ بھی لکھا گیا کہ اگر یہ لوگ جرمانہ ادا نہیں کرتے تو ان کی جائدادیں ضبط کرلی جائیں گی، یوگی حکومت کی اس تذلیل آمیز حرکت پر ان لوگوں نے الہ آباد ہائی کورٹ سے رجوع کیا اور ان پر ہتک عزت کا مقدمہ دائر کیا، عدالت نے اس پر سخت نوٹس لیا اور چیف جسٹس گووند ماتھر اور جسٹس رمیش ماتھر کی بینچ نے پولیس کمشنر اور ڈی ایم کو طلب کر کے دریافت کیا کہ انہوں نے ایسا کس قانون کے تحت کیا، کیا یہ متعلقہ افراد کی شخصی آزادی پر حملہ نہیں ہے، انہوں نے آگے کہا کہ اس طرح کا کوئی عمل نہیں ہونا چاہئے جس سے کسی کے دل کو ٹھیس پہونچے۔اس پر حکومت کی طرف سے ایڈوکیٹ جنرل راگھو بندر سنگھ نے بتایا کہ تشدد میں ملوث لوگوں میں خوف پیدا کرنے کے لئے حکومت نے ایسا فیصلہ لیا اس سے کسی قانون کی خلاف ورزی نہیں ہورہی ہے، چنانچہ اس مسئلہ کو یوپی حکومت نے سپریم کورٹ میں چیلنج کیا جہاں سے حکومت کو مایوسی ہی ہاتھ لگی اور عدالت نے ان تصاویر کو اتارنے کا ہی حکم دیا۔غور طلب بات یہ ہے کہ سی اے اے مخالف مظاہرین کے خلاف ریاستی حکومت کی جانب سے کی جانے والی کارروائی ابتدا سے ہی غلط اور غیر قانونی ہو رہی ہے، اور سپریم کورٹ کی گائڈ لائنش کے قطعی خلاف ہے، سپریم کورٹ نے ۲۰۰۹ء میں انسٹرکس آف پبلک اینڈ پرائوٹ پراپرٹیز کے سلسلہ میں کہا کہ جو کلیم افسر ہوگا وہ جوڈیشنل افسر ہوگا جسے ہائی کورٹ اپوائنٹ کرے گا یا سپریم کورٹ اپوائنٹ کرے گا اور وہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کا سبکدوش جج بھی ہوسکتا ہے، یہاں حکومت نے خود ہی کلیم افسر کی شکل میں ایکزیکیٹو افسر کو اپوائنٹ کردیا جو کہ غیر قانونی ہے، بہر حال سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ نے یہ صاف کردیا کہ حکومت آئین اور دستور سے اوپر نہیں ہے، اس کو دستور کے دائرہ میں رہ کر ہی کام کرنا ہوگا، عدالتوں کے اس تبصرہ اور سرزنش سے یوپی حکومت کوئی سبق لیتی ہے یا نہیں اس کو سمجھنا ہوگا، دیکھئے آگے آگے ہوتا ہے کیا؟

عدالتی رجحان

عدالتی فیصلوں میں سچ کی حمایت ہوتی ہے اور حق وانصاف کا اظہار ہوتا ہے اگر فریقین کو عدالتوں کے کسی فیصلہ پر اطمینان نہیں ہوتا ہے تو وہ عدالتوں سے اس پر دوبارہ نظر ثانی کی درخواست کرتے ہیں اس طرح کا ایک واقعہ کرناٹک میں رونما ہوا، ۲۱/جنوری کو شاہین اردو میڈیم پرائمری اسکول بیدر کے چھوٹے بچوں نے سی اے اے، این پی آر اور این آر سی کے خلاف ایک ادبی وثقافتی پروگرام پیش کیا جس میں ان بچوں نے مکالمے اور مباحثے کے ذریعہ ان قوانین کے نفاذ پر تنقید کی، لیکن کسی سر پھرے نے اس کے خلاف بیدر ڈسٹرکٹ اینڈ شیشن کورٹ میں تعزیرات ہند کے خلاف غداری وطن کا مقدمہ دائر کردیا، شیشن جج نے مکالمے کی پوری روئیداد سننے کے بعد کہا کہ ان کی رائے میں یہ مکالمہ حکومت کے خلاف توہین آمیزی یا عدم اطمینان کو ظاہر نہیں کرتا، اس لئے ملزمین کو ضمانت دی جاتی ہے، چنانچہ وہاں کی پرنسپل کی رہائی ہوگئی، اسی درمیان اس مقدمہ کو بیدر کی عدالت سے مسترد کرنے کے لئے سماجی کارکن یوگیتا نے سپریم کورٹ میں ایک عرضی داخل کی جس پر عدالت کے فاضل ججوں نے درخواست گذار سے کہا کہ وہ اس معاملہ میں متاثرہ فریق نہیں ہیں اس لئے متاثرہ فریق کو آنے دیجئے، گویا پس پردہ عدالت نے صاف کردیا کہ وہ بچوں کے اس طرز عمل کو درست نہیں مانتی ہے، اور آگے بھی عدالتی کارروائی جاری رہے گی، حالانکہ اس مکالمے میں نہ تو کسی کی توہین کی گئی ہے اور نہ ہی کسی کے خلاف ہرزہ سرائی، بہر حال عدالتوں کے کام کاج کا اپنا ایک طریقہ کار ہے ہم تو صرف اس احساس کا اظہار کرنا چاہتے ہیں کہ جب عدالتیں پرامن مظاہرے اور دھرنوں کو عوام کا جمہوری حق تسلیم کرتی ہے تو پھر اس کو سبوتاژ کرنا اور حوصلہ شکنی کرنا چہ معنی دارد؟

حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد

بوئے گل در برگ گل

مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ بڑے خوش قسمت انسان تھے، خدا تعالیٰ نے انہیں دین کی حقیقت، اسلامی علوم کی بصیرت، بدلتے حالات کی بھرپور واقفیت، حوصلہ مندانہ فیصلہ کی قوت اور عمل کی غیر معمولی صلاحیت سے نوازا تھا اور ان کی زندگی کا بڑا قیمتی گوشہ یہ بھی تھا کہ وہ واقف راہ طریقت تھے، یہ ساری خوبیاں جب فکر پیہم اور عمل مسلسل کے سانچہ میں ڈھلتی گئیں، تو اس نے مجلس علماء بہار کی شکل لے لی، خلافت تحریک سامنے آگئی، اس فکری جہت اور عملی شکل کو توانائی ملی، تو جمعیۃ علماء ہند کا وجود باجود کھڑا ہوگیا۔ قدم اور جمے اور بڑھے تو خلافت علی منہاج النبوۃ اور سیاست علی منہاج الخلافۃ کی سونچ علماء کے دل اور عوام کے مزاج کا حصہ بن گئی، اور امارت شرعیہ کا ظل ہمایونی بہار واڑیشہ جھارکھنڈ پر سایہ فگن ہوگیا۔

بدلتے ہوئے سیاسی حالات میں دین اور ملت کی حفاظت کیونکر ہو؟ اور غلام ہندوستان آزاد فضا میں سانس لے گا تو افراد ملت کو ملک میں پروقار رول ادا کرنے کا موقعہ کس طرح ملے گا؟ اس کے لئے حضرت سجادؒ نے راہ دکھائی، اور سیاست کی خاردار وادیوں سے گذارنے کی مشق کرائی، امارت شرعیہ بورڈ اور مسلم انڈی پنڈنٹ پارٹی بنائی، الیکشن میں حصہ لیا، حکومت بنائی، یہ وہ جہت تھی ان کے فکر اور راہ عمل کی، جس کی قیمت وقت گذرنے کے ساتھ زیادہ محسوس ہوتی جارہی ہے۔

عوام کو کس طرح ساتھ لیا جائے؟ اس کے لئے انہوں نے خانقاہوں کی طرف دیکھا، خانقاہوں کی عوامی طاقت ایک محسوس حقیقت ہے، خانقاہ رحمانی اور خانقاہ مجیبیہ اور ان دونوں کے علاوہ تمام خانقاہوں کی اہمیت کو دل سے قبول کیا، اور عوامی طاقت کے ان سرچشموں سے نظم ملت کو باندھا، امارت شرعیہ کو توانائی بخشی۔ اور ہاں! ایک بڑی اہم بات انہوں نے "رھبان باللیل وفرسان بالنہار" کی روح کو اپنے وجود میں سمولیا۔ اور "یوثرون علی انفسھم" کی عملی تفسیر بنے رہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ "بخش دی روشنی زمانے کو" مگر اس کڑی سچائی کے ساتھ کہ "پھونک کر اپنے آشیانہ کو" آشیانہ کو پھونک کر ملت کی تاریک راہوں کو روشن کرنا" "کارشیشہ وآہن" ہے، اور حضرت سجادؒ نے اس بہت مشکل کو بھی آسان بنایا۔ وہ سونچتے، نقشہ تیار کرتے، مشورے لیتے، فیصلے کرتے، اور پھر اس نقشہ کو اس طرح زمین پر اتار دیتے کہ دور رس نگاہوں، سمجھدار دل اور سونچنے والا دماغ بے ساختہ کہہ اٹھتا سبحان اللہ! یہ جو کل سے سبحان اللہ کی صدائے خموش ہمارے دل سے ابھر رہی ہے اور رب ذوالجلال کے دربار تک پہونچ رہی ہے اور پچھلے ستر سال میں جو آواز ابھرتی رہی ہے، اس کے پیچھے صاف نظر آتا ہے، حضرت سجاد رحمۃ اللہ علیہ کا دل دردمند ہفکر ارجمند، عمل ہنرمند۔

سونچیئے! حضرت سجاد رحمۃ اللہ علیہ بھی انہیں بوریہ نشینوں کے نمائندے تھے، جن کی نمائندگی کا احساس ہمارے دماغ میں بھی انگڑائی لے لیا کرتا ہے، وہ چٹائیوں پر پلے، بڑھے، ٹھیٹھ مولوی تھے، مدرسہ سبحانیہ الہ آباد کے فارغ، قرآن وحدیث پر دسترس رکھنے والے، فقہ اسلامی کے رمز شناس، منطق وفلسفہ کے ماہر، مدرسہ اسلامیہ بہار شریف، مدرسہ سبحانیہ الہ آباد کے مدرس، پھر مدرسہ انوار العلوم گیا کے خادم وناظم بلکہ اس کی شکستگی کو تازگی دینے اور بند پڑے مدرسہ کو کھولنے اور ترقی دینے والے بانی ثانی فراغت کے بعد بارہ سال مدرسوں میں گذارے، پڑھے کو پڑھایا، طالب علموں کو بنایا، سنوارا، ستر سال پڑھنے اور بارہ سال پڑھانے میں بتائے۔

۱۹۱۷ء کے دن گذر رہے تھے، جب انہوں نے عملی زندگی میں مدرسہ کی چہار دیواری سے شاہراہ ملت پر قدم رکھنے کا ارادہ کیا تو پہلے سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ حضرت قاری سید احمد شاہجہانپوریؒ کے دست حق پرست پر توبہ کی، اور آٹھ نو سال بعد مونگیر پہونچ کر قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اس طرح ویرانی دل اور ویرانہ ملت کو شاد وآباد کرنے کا کام ایک ساتھ شروع کیا، حضرت مولانا عبد الصمد صاحب رحمانی (نائب امیر شریعت) حضرت سجادؒ کے شاگرد تھے، انہوں نے استاذ سے پہلے حضرت قطب عالم سے بیعت کی تھی، مجھ سے اپنے استاذ کے بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا سجادؒ صاحب نے کہا کہ "جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔

حضرت سجادؒ حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور اسی سال مجلس علماء بہار قائم فرمائی، "دل بھی روشن رہے ہوتا رہے گلشن کو فروغ" وہ جانتے اور اچھی طرح جانتے تھے، کہ دل روشن نہ ہو تو اخلاص کی لپٹیں نہیں آتیں، وہ صرف محفل کو تڑپانا اور گرمانا نہیں چاہتے تھے، وہ تو پوری ملت کو حرکت وعمل پر آمادہ کرنے اور اسے گرمانے چلے تھے، اور یہ کام فکری دھونس، علم کی دھمس اور لفظوں کے فسوں سے نہیں ہوتا۔ ان کا طرز عمل ملی خادموں کو متنبہ کرتا چلا جاتا رہا ہے۔

سرد ہے سینہ تیرا محفل کو گرمائے گا کیا
خود نہیں بیتاب تو اوروں کو تڑپائے گا کیا
پہلے پیدا سیرت فرہاد تو کر کے دکھا
مجھ کو جوئے شیر کے قصہ سے بہلائے گا کیا

حضرت سجاد چراغ دل جلا کر ملت کی خدمت کے لئے آگے بڑھے، شاہراہ حیات کی روشنی کے لئے، بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھانے کے لئے اور ایسا مسافر نہ بھٹکتا ہے، نہ شکست کھاتا ہے اور نہ تھکتا ہے

وہ اور ہوں گے جنہیں نیند آگئی ہوگی
چراغ دل کو جلایا ہے روشنی کے لئے

چراغ دل جلا کر تاریک راہوں میں روشنی بکھیرنے والا مسافر جب تک منزل تک نہیں پہونچتا دم نہیں لیتا، ان کی منزل متعین تھی، خدا کی رضا، ملت کی شیرازہ بندی، امت کی سربلندی، بیعت اور سلسلہ نقشبندیہ میں منسلک ہونے کے بعد اخلاق وللّٰہیت کی قسم کھانے اور درون دل سے عہد وفا کے ساتھ ساتھ حضرت سجادؒ نے ملت کی شیرازہ بندی کی، بسم اللہ مجلس علماء بہار سے کی، انہوں نے سونچا کہ علماء یک جہت ہوں گے، تو سوجھتی ملت بھی گھوم پھر کر یک جہت ہوگی۔

اس صدی کی دوسری دہائی کو یاد کیجئے، خلافت کے زوال کا منظر وپس منظر آپ کے دلوں میں ہوگا، اسے ذرا تازہ کر لیجئے، ملکی اور بین الاقوامی حالات ذہن میں رکھئے، اور اس پس منظر کے ساتھ خلافت تحریک میں حضرت سجادؒ کی رہنمایانہ شرکت کو دیکھئے، عوامی شعور کو بیدار کرنے اور ملت اسلامیہ کو ملی وعوامی تحریک کا عادی بنانے کی یہ بڑی منظّم کوشش تھی، حضرت سجاد جانتے تھے کہ خلافت کی یہ تحریک خلافت کو لوٹا نہیں سکتی، مگر وہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ ملت میں خلافت کی تڑپ اور اسلامی معاشرہ کی طلب اس تحریک کے ذریعہ عام ہوسکتی ہے، اس تحریک کی گرد ابھی دبی نہ تھی، کہ علماء بہار کی مجلس کے خاکہ کو کل ہند سطح پر پھیلانے کے لئے حضرت سجادؒ نے جدوجہد شروع کردی، جمعیۃ علماء قائم ہوگئی اور ابھی جمعیۃ علماء کے قدم جمے بھی نہ تھے کہ امارت شرعیہ کا تخیل آپ نے پیش فرمادیا۔

قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ، عارف باللہ حضرت مولانا سید شاہ بدرالدین قادری قدس سرہما کے مشورے، تعاون اور سرپرستی میں امارت شرعیہ قائم ہوگئی، یہ واقعہ ۱۹۲۱ء کا ہے، امارت شرعیہ ایک منظّم تحریک، مرتب جدوجہد اور ربط ونظم ملت کے لئے نسخہ بے بہا کے طور پر سامنے آئی، جس میں اطاعت امیر کا تصور تھا، نفاذ قوانین اسلامی کا ذہن تھا، خلافت علی منہاج النبوۃ کا خاکہ تھا، تنظیم کا نقشہ تھا، اور ان بہت سی چیزوں کا پرتو تھا، جنہیں صدیوں قبل نگاہ ونظر نے دیکھا پرکھا اور برتا تھا۔

وہ زمانہ تھا انگریزوں کے اقتدار کا، حضرت سجاد کی دور بین نگاہیں جان چکی تھیں، کہ انگریزوں کا چل چلاؤ ہے، جو دور ہندوستان میں آنے والا ہے، وہ عہد جمہور ہوگا، جہاں ووٹ کی طاقت اور عددی اکثریت اقتدار کا سرچشمہ بننے والی تھی، حضرت سجادؒ نے تنظیم، اجتماعیت اور حزب اللہ کی طاقت کو مسلمانوں کے لئے سرچشمہ قوت قرار دیا، سیکولر ہندوستان میں دین وشریعت کی بقاء مسلم معاشرہ کا استحکام اور مسلمانوں کی ترقی کی راہ امارت شرعیہ ہوسکتی ہے۔

ظاہر ہے کسی اسٹیٹ میں "امارت" کا تصور اس وقت کے عام علماء کے لئے بھی ایک نئی چیز تھی، طاقت کے بغیر امارت (یا اصطلاح فقہ میں قوت نافذہ کے بغیر امارت) کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت سجادؒ کے دل میں یہ بات تھی کہ سب کچھ نہ ملے تو تھوڑا بھی چھوڑ دے، یہ کون سی عقلمندی ہے۔ قوت نافذہ نہیں، نہ سہی، مگر دور جمہور میں ایسی قوت حاصل کی جاسکتی ہے جو قوت نافذہ کا کمزور متبادل بن سکے، اس لئے انہوں نے امارت شرعیہ کے لئے تنظیمی ڈھانچہ کو ضروری قرار دیا، اور ۱۹۲۳ء میں حزب اللہ کا تخیل پیش کیا۔

امارت شرعیہ کے نظام کو مستحکم، مربوط اور مضبوط رکھنے کے لئے تنظیم اور حزب اللہ کو بنیادی اہمیت دی، تاکہ تنظیم واجتماعیت اور حزب اللہ کی قوت، امارت کی طاقت کا سرچشمہ بن جائے، ایک سیکولر اسٹیٹ میں اس سے زیادہ "قوت" حاصل کرنے کی کوئی شکل نہیں ہے، حضرت سجادؒ نے فکری طور پر اس "قوت" کو قوت نافذہ کا متبادل سمجھا، اور اسی قوت کی بنا پر انہوں نے نظام قضاء اور نظام بیت المال قائم فرمایا۔ حضرت سجادؒ کے ذہن میں یہ بات تھی کہ آزادی وطن کے بعد حزب اللہ کی تربیت یافتہ جماعت اور تنظیم کی قوت، نظم امارت اور انتظام ملت کے لئے مستحکم بنیاد فراہم کرے گی، جو اقتدار پر دباؤ کا وسیلہ بن سکے گی، اپنے اس طرز فکر کو انہوں نے اپنے طریق عمل سے واضح کیا۔

حضرت سجادؒ نے محسوس کیا تھا کہ ملک جب آزاد ہوگا اور سلطانی جمہور کا زمانہ آئے گا تو تیز آندھی میں ہی مضبوط طنابیں کام آئیں گی، اس لئے جب انگریزوں نے عوام کی منتخب کردہ حکومت قائم کرنے کا فیصلہ کیا اور الیکشن کی فضا بنی، حضرت سجادؒ نے ملت کی رہنمائی اور ترجمانی اور پروقار مستقبل کے لئے پارلیمانی سیاست اور الیکشن میں کھل کر حصہ لیا، اور ۳۷ء میں حکومت بھی بنائی۔ حضرت سجادؒ کی زندگی کے یہ سارے کارنامے ان کی خداداد صلاحیتوں کا عملی اظہار ہیں، اجتماعی زندگی میں فقیہانہ بصیرت اور فہم قرآن وحدیث کی اعلیٰ صلاحیت کی پہچان ہیں، ساتھ ہی بدلے ہوئے زمانہ میں قرآن وحدیث کے حکم کو منطبق کرنے کی اچھی مثال ہیں۔

وہ خوش قسمت تھے، انہیں ایسے رفقاء ملے تھے، جو قدر قلیل پر گذارا کرتے، اور آرزوئے جلیل کے لئے جیتے تھے، اس لئے ان کے رفقاء نے قلب ونظر اور فکر وعمل کی پوری قوت کے ساتھ تحریک سجادؒ میں حصہ لیا، اور امارت شرعیہ بورڈ اور مسلم انڈی پنڈنٹ پارٹی کو پروان چڑھانے میں حضرت سجادؒ کے دوش بدوش رہے، اور جب ۱۹۳۷ء میں بہار اسمبلی بنی تو مسلم انڈی پنڈنٹ پارٹی کو ایسی عوامی مقبولیت حاصل ہوئی کہ مسلم لیگ کا ایک بھی نمائندہ اسمبلی میں نہ پہونچ سکا، اور دوسری سیاسی دریافت یہ ہوئی کہ حکومت سازی کے متعلق کانگریس پارٹی کا باطن ظاہر ہوگیا۔

حضرت سجادؒ کی یہ ساری جدوجہد "کل" بھی روشن مینار تھی "آج" بھی منارہ نور ہے، ان کی زندگی "آج" میں بسنے والوں کے فکر کو حرکت پر اور جذبوں کو عمل پر آمادہ کرنا چاہتی ہے۔ حضرت سجادؒ نے اپنے آج کو ملت کے کل پر قربان کردیا۔

قدر قلیل پر اکتفا ان کی سیرت تھی، آرزوئے جلیل کو سجانا ان کی فطرت تھی، سرزمین پر اس کی تشکیل ان کی شناخت تھی، حقائق کو قبول کرنا ان کے اخلاص اور اسلامی فکر کی علامت تھی انہوں نے خدا کی رضاء اور خدا کے بندوں کی صلاح وفلاح کے لئے ساری صلاحیت لگادی، وہ جانتے تھے کہ دور سلطان ہو یا سلطانی جمہور، جس کا رشتہ خالق سے مستحکم اور خلق سے استوار ہوگا، وہ امت کی رہنمائی کا کارشیشہ وآہن انجام دے سکتا ہے، اور اس کام کو انہوں نے بڑی خوبی اور خوش اسلوبی سے انجام دیا۔

ہمارا آج، ان کی یاد، ان کی بات، ان کے کاموں کے تذکرہ سے لبریز ہے، ان کی انجام دی ہوئیں خدمات ہمارے لئے عمل کی راہوں کو متعین کرتی ہیں، اور آج کے حالات میں ان کے فکر کی معنویت اور عمل کی اہمیت کو اور واضح کرتی ہیں۔

ماہ رجب اور واقعۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

اسلامی سال کا ساتواں مہینہ رجب المرجب ہے۔ رجب اُن چار مہینوں میں سے ایک ہے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حرمت والے مہینے قرار دیا ہے: اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہیں، جو اللہ کی کتاب (یعنی لوح محفوظ) کے مطابق اُس دن سے نافذ ہیں جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ ان (بارہ مہینوں) میں سے چار حرمت والے ہیں۔ (سورۃ التوبہ ۳۶) ان چار مہینوں کی تحدید قرآن کریم میں نہیں ہے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم الحرام اور رجب المرجب۔ معلوم ہوا کہ حدیث نبوی کے بغیر قرآن کریم نہیں سمجھا جاسکتا ہے۔ ان چار مہینوں کو اشہر حرم کہا جاتا ہے۔ ان مہینوں کو حرمت والے مہینے اس لئے کہتے ہیں کہ ان میں ہر ایسے کام جو فتنہ وفساد، قتل وغارت گری اور امن وسکون کی خرابی کا باعث ہو اس سے منع فرمایا گیا ہے، اگرچہ لڑائی جھگڑا سال کے دیگر مہینوں میں بھی حرام ہے، مگر اِن چار مہینوں میں لڑائی جھگڑا کرنے سے خاص طور پر منع کیا گیا ہے۔ ان چار مہینوں کی حرمت وعظمت پہلی شریعتوں میں بھی مسلّم رہی ہے حتی کہ زمانہ جاہلیت میں بھی ان چار مہینوں کا احترام کیا جاتا تھا۔ رجب کا مہینہ شروع ہونے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ! رجب اور شعبان کے مہینوں میں ہمیں برکت عطا فرما اور ماہ رمضان تک ہمیں پہونچا۔ (مسند احمد، بزار، طبرانی، بیہقی) لہذا ماہِ رجب کے شروع ہونے پر ہم یہ دعا یا اس مفہوم پر مشتمل دعا مانگ سکتے ہیں۔ اس دعا سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رمضان کی کتنی اہمیت تھی کہ ماہِ رمضان کی عبادت کو حاصل کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان سے دو ماہ قبل دعاؤں کا سلسلہ شروع فرمادیتے تھے۔ ماہِ رجب کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے برکت حاصل ہوئی، جس سے ماہِ رجب کا کسی حد تک مبارک ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ماہِ رجب میں کسی خاص نماز پڑھنے کا یا کسی معین دن کے روزے رکھنے کی خاص فضیلت کا کوئی ثبوت احادیث صحیحہ سے نہیں ملتا ہے۔ نماز وروزہ کے اعتبار سے یہ مہینہ دیگر مہینوں کی طرح ہی ہے۔ البتہ رمضان کے پورے ماہ کے روزے رکھنا ہر بالغ مسلمان مرد وعورت پر فرض ہیں اور ماہ شعبان میں کثرت سے روزے رکھنے کی ترغیب احادیث میں موجود ہے۔ ماہ رجب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ ادا کیا یا نہیں؟ اس بارے میں علماء ومؤرخین کی رائے مختلف ہیں۔ البتہ دیگر مہینوں کی طرح ماہ رجب میں بھی عمرہ ادا کیا جاسکتا ہے۔ اسلاف سے بھی اس ماہ میں عمرہ ادا کرنے کے ثبوت ملتے ہیں۔ البتہ رمضان کے علاوہ کسی اور ماہ میں عمرہ ادا کرنے کی کوئی خاص فضیلت احادیث میں موجود نہیں ہے۔

واقعۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

اس واقعہ کی تاریخ اور سال کے متعلق، مؤرخین اور اہل سیر کی رائے مختلف ہیں، ان میں سے ایک کی رائے یہ ہے کہ نبوت کے بارہویں سال ۲۷ رجب کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی، جیسا کہ علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "مہر نبوت" میں تحریر فرمایا ہے۔ اسراء کے معنی رات کو لے جانے کے ہیں۔ مسجد حرام (مکہ مکرمہ) سے مسجد اقصیٰ کا سفر جس کا تذکرہ سورہ بنی اسرائیل میں کیا گیا ہے، اس کو اسراء کہتے ہیں۔ اور یہاں سے جو سفر آسمانوں کی طرف ہوا اس کا نام معراج ہے، معراج عروج سے نکلا ہے جس کے معنی چڑھنے کے ہیں۔ حدیث میں "عرج بی" یعنی مجھ کو اوپر چڑھایا گیا کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس لئے اس سفر کا نام معراج ہوگیا۔ اس مقدس واقعہ کو اسراء اور معراج دونوں ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس واقعہ کا ذکر سورہ نجم کی آیات میں بھی ہے: پھر وہ قریب آیا اور جھک پڑا، یہاں تک کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے برابر قریب آگیا، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک، اس طرح اللہ کو اپنے بندے پر جو وحی نازل فرمانی تھی، وہ نازل فرمائی۔ سورۃ النجم کی آیات ۱۳۔۱۸ میں وضاحت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس موقع پر) بڑی بڑی نشانیاں ملاحظہ فرمائیں: اور حقیقت یہ ہے انہوں نے اس (فرشتے) کو ایک اور مرتبہ دیکھا ہے۔ اس بیر کے درخت کے پاس جس کا نام سدرۃ المنتہی ہے، اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے، اس وقت اس بیر کے درخت پر وہ چیزیں چھائی ہوئی تھیں جو بھی اس پر چھائی ہوئی تھیں۔ (نبی کی) آنکھ نہ تو چکرائی اور نہ حد سے آگے بڑھی، سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پرودرگار کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بہت کچھ دیکھا ہے۔ احادیث متواترہ سے ثابت ہے، یعنی صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی ایک بڑی تعداد سے معراج کے واقعہ سے متعلق احادیث مروی ہیں۔

انسانی تاریخ کا سب سے لمبا سفر:

قرآن کریم اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ اسراء ومعراج کا تمام سفر صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی تھا، یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سفر کوئی خواب نہیں تھا بلکہ ایک جسمانی سفر اور عینی مشاہدہ تھا۔ یہ ایک معجزہ تھا جو مختلف مراحل سے گزر کر اتنا بڑا سفر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے صرف رات کے ایک حصہ میں مکمل کردیا۔ اللہ تعالیٰ جو اس پوری کائنات کا پیدا کرنے والا ہے، اس کے لئے کوئی بھی کام مشکل نہیں ہے، کیونکہ وہ تو قادر مطلق ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس کے تو ارادہ کرنے پر چیز کا وجود ہوجاتا ہے۔ معراج کا واقعہ پوری انسانی تاریخ کا ایک ایسا عظیم، مبارک اور بے نظیر معجزہ ہے جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ خالق کائنات نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دے کر اپنا مہمان بنانے کا وہ شرف عظیم عطا فرمایا جو نہ کسی انسان کو کبھی حاصل ہوا ہے اور نہ کسی مقرب ترین فرشتے کو۔

واقعۂ معراج کا مقصد:

واقعہ معراج کے مقاصد میں جو سب سے مختصر اور عظیم بات قرآن کریم (سورہ بنی اسرائیل) میں ذکر کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ہم (اللہ تعالیٰ) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کچھ نشانیاں دکھلائیں۔ اس کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عظیم الشان مقام ومرتبہ دینا ہے جو کسی بھی بشر حتی کہ کسی مقرب ترین فرشتہ کو نہیں ملا ہے اور نہ ملے گا۔ نیز اس کے مقاصد میں امت مسلمہ کو یہ پیغام دینا ہے کہ نماز ایسا مہتم بالشان عمل اور عظیم عبادت ہے کہ اس کی فرضیت کا اعلان زمین پر نہیں بلکہ ساتوں آسمانوں کے اوپر بلند واعلیٰ مقام پر معراج کی رات میں ہوا۔ نیز اس کا حکم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچا بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرضیتِ نماز کا تحفہ بذاتِ خود اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ نماز اللہ جلّ شانہ سے تعلق قائم کرنے اور اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کو مانگنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

واقعہ معراج کی مختصر تفصیل:

اس واقعہ کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کا طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے پُر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ چاک کیا گیا، پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا گیا، پھر اسے حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا اور پھر بجلی کی رفتار سے زیادہ تیز چلنے والی ایک سواری یعنی براق لایا گیا جو لمبا سفید رنگ کا چوپایا تھا، اس کا قد گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا وہ اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں تک اس کی نظر پڑتی تھی۔ اس پر سوار کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس لے جایا گیا اور وہاں تمام انبیاء کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ پھر آسمانوں کی طرف لے جایا گیا۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحیٰ علیہ السلام، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد البیت المعمور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کردیا گیا جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے اللہ کی عبادت کے لئے داخل ہوتے ہیں جو دوبارہ اس میں لوٹ کر نہیں آتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہی تک لے جایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس کے پتے اتنے بڑے ہیں جیسے ہاتھی کے کان ہوں اور اس کے پھل اتنے بڑے بڑے ہیں جیسے مٹکے ہوں۔ جب سدرۃ المنتہی کو اللہ کے حکم سے ڈھانکنے والی چیزوں نے ڈھانک لیا تو اس کا حال بدل گیا، اللہ کی کسی بھی مخلوق میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کے حسن کو بیان کرسکے۔ سدرۃ المنتہی کی جڑ میں چار نہریں نظر آئیں، دو باطنی نہریں اور دو ظاہری نہریں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت کرنے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ باطنی دو نہریں جنت کی نہریں ہیں اور ظاہری دو نہریں فرات اور نیل ہیں (فرات عراق اور نیل مصر میں ہے)

نماز کی فرضیت:

اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان چیزوں کی وحی فرمائی جن کی وحی اس وقت فرمانا تھا اور پچاس نمازیں فرض کیں۔ واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چند مرتبہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوئے اور نماز کی تخفیف کی درخواست کی۔ ہر مرتبہ پانچ نمازیں معاف کردی گئیں یہاں تک کہ صرف پانچ نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر بھی مزید تخفیف کی بات کہی، لیکن اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ مجھے اس سے زیادہ تخفیف کا سوال کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے اور میں اللہ کے اس حکم کو تسلیم کرتا ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ندا دی گئی: میرے پاس بات بدلی نہیں جاتی ہے یعنی میں نے اپنے فریضہ کا حکم باقی رکھا اور اپنے بندوں سے تخفیف کردی اور میں ایک نیکی کا بدلہ دس بنا کردیتا ہوں۔ غرضیکہ ادا کرنے میں پانچ ہیں اور ثواب میں پچاس ہی ہیں۔

نماز کی فرضیت کے علاوہ دیگر دو انعام:

اس موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے انسان کا رشتہ جوڑنے کا سب سے اہم ذریعہ یعنی نماز کی فرضیت کا تحفہ ملا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کی فکر اور اللہ کے فضل وکرم کی وجہ سے پانچ نماز کی ادائیگی پر پچاس نمازوں کا ثواب دیا جائے گا۔ (۱) سورۃ البقرہ کی آخری آیت (آمَنَ الرَّسُولُ سے لے کر آخر تک) عنایت فرمائی گئی۔ (۲) اس قانون کا اعلان کیا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کے شرک کے علاوہ تمام گناہوں کی معافی ممکن ہے یعنی کبیرہ گناہوں کی وجہ سے ہمیشہ عذاب میں نہیں رہیں گے بلکہ توبہ سے معاف ہوجائیں گے یا عذاب بھگت کر چھٹکارا مل جائے گا، البتہ کافر اور مشرک ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

قریش کی تکذیب اور ان پر حجت قائم ہونا:

رات کے صرف ایک حصہ میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس جانا، انبیاء کرام کی امامت میں وہاں نماز پڑھنا، پھر وہاں سے آسمانوں تک تشریف لے جانا، انبیاء کرام سے ملاقات اور پھر اللہ جل شانہ کی دربار میں حاضری، جنت ودوزخ کو دیکھنا، مکہ مکرمہ تک واپس آنا اور واپسی پر قریش کے ایک تجارتی قافلہ سے ملاقات ہونا جو ملک شام سے واپس آرہا تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو معراج کا واقعہ بیان کیا تو قریش تعجب کرنے لگے اور جھٹلانے لگے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر انہوں نے یہ بات کہی ہے تو سچ فرمایا ہے۔ اس پر قریش کے لوگ کہنے لگے کہ کیا تم اس بات کی بھی تصدیق کرتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ عجیب باتوں کی تصدیق کرتا ہوں اور وہ یہ کہ آسمانوں سے آپ کے پاس خبر آتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کا لقب صدیق پڑ گیا۔ اس کے بعد جب قریش مکہ کی جانب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے احوال دریافت کئے گئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیت المقدس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے روشن فرمادیا، اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم حطیم میں تشریف فرما تھے۔ قریش مکہ سوال کرتے جارہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے جارہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرما اور دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی عطا فرما (آمین!)

اسلامی معاشرے میں خاندان کا کردار

محمد انوار اللہ قمر قاسمی

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، دین اسلام ہرایک کو ہر زمانے میں ہر قسم کی مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے، خواہ اس کا تعلق سیاست وسیادت سے ہو، خواہ اس کا تعلق معیشت واقتصاد سے ہو، خواہ اس کا تعلق تمدن ومعاشرت سے ہو ، خواہ اس کا تعلق لین دین اور معاملات سے ہو، خواہ اس کا تعلق احکام سے ہو، گویا ہر شعبے میں اسلام مکمل رہنمائی کرتا ہے، اسلام کی خصوصیات میں سے اس کا خاندانی نظام بھی ہے، جس کی مثال کسی اور مذہب وملت میں نہیں ملتی ، اسلام کا خاندانی نظام واحد ایسا موثر نظام ہے جو عصمت کا محافظ، خاندانی کفالت کا بہترین ذمہ دار اور خاندان کے افراد کے حقوق وفرائض کا مکمل پاسبان ہے۔

اسلام اور تصور خاندان :

اسلام خاندان کا ایک وسیع ترین تصور رکھتا ہے، ایک مسلمان خاندان میں صرف میاں بیوی اور بچے ہی شامل نہیں ہوتے بلکہ دادا، دادی، نانا، نانی، چچا، پھوپھیاں، ماموں، خالائیں وغیرہ بھی شامل ہوتے ہیں، اسلام خاندان کا ایک ایسا تصور پیش کرتا ہے جو حقوق وفرائض، خلوص ومحبت اور ایثار وقربانی کے اعلیٰ ترین قلبی احساسات اور جذبات کی مضبوط ڈور سے بندھا ہوتا ہے، اسلام خاندان سے بننے والے معاشرے کو جملہ معاملات کی اساس اخلاق کو بناتا ہے، اسلامی معاشرت کا بنیادی ادارہ خاندان ہے، جس کی بہتری اور بھلائی، ابتری یا بربادی پر معاشرے کی حالت کا انحصار ہے، اسلام نے خاندان کی طرف خصوصی توجہ دی ہے تاکہ اس ادارے کو مضبوط سے مضبوط تر بنایا جائے اور ایک مضبوط صالح اور فلاحی معاشرے کا قیام وجود میں آئے، جو انفرادی واجتماعی حقوق وفرائض کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرے۔

اسلام میں خاندان کا مقام :

اسلام نے شادی اور خاندان کی بنا کی بڑی تاکید فرمائی اور اسے جلیل القدر اعمال اور رسولوں کی سنت میں شمار کیا ہے، نیز قرآن مجید نے بڑے احسانات اور نشانیوں میں اللہ کی اس بات کو بھی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالی نے میاں بیوی کے اندر سکون ومحبت اور ہمدردی کے جذبات ڈال دیئے ہیں اور اسلام نے شادی کو آسان بنانے اور شادی کرانے والے کی مدد کا حکم فرمایا ہے، اُس کے لئے جو اپنے نفس کی پاکدامنی کا قصد رکھتا ہے۔

مولانا عبدالجبار شاکر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، ''اسلام کے حسنات وبرکات میں سے ایک نمایاں خوبی اس کا خاندانی نظام ہے، آج روئے زمین پر جتنے مذاہب اور تہذیبیں پائی جاتی ہیں ان میں صرف اسلام ایک ایسا دین ہے جو مسلمانوں کو ایک خاندانی نظام میں پرو دیتا ہے، یورپ، امریکہ اور اور سکنڈے یونین ممالک میں خاندانی نظام بہت تیزی سے روبہ زوال ہوا ہے، ان معاشروں میں شادی سے پہلے ناجائز تعلقات استوار کرنے کی آزادی نے انہیں ایک حیوان بنا کر رکھ دیا ہے، ہم جنس پرستی ایک وبا کی طرح پھیل رہی ہے اور بعض ممالک میں قانونی شکلیں دی جارہی ہیں''۔ (نظام الاسرۃ)

خاندانی نظام میں والدین کا کردار :

خاندانی نظام میں والدین اور اولاد کا رشتہ نہایت اہمیت کا حامل ہے، اس رشتے کی پاسداری کے لیے اللہ تعالی نے والدین اور اولاد کے درمیان فطری طور پر باہمی محبت کے بیج بو دیئے ہیں، جو وقت کے ساتھ ساتھ پھلتے پھولتے چلے جاتے ہیں، ان کا پھلنا اور پھولنا خاندانی نظام کے استحکام کی علامت ہے، ماں باپ کے بغیر کوئی خاندان تشکیل نہیں پاسکتا، ماں باپ کی بقا پر خاندان کی بقا کا انحصار ہے، عورت اور مرد کا سب سے اچھا روپ ماں اور باپ ہیں ، یہ روپ اللہ تعالی کی رحمت اور اس کے انتظام کا مظہر ہے، معاشرتی زندگی میں چونکہ اولین چیز ایثار ہے اور کوئی بھی خاندان ایثار کے بغیر برقرار نہیں رہ سکتا اور اس ایثار کے لیے والدین کا وجود ایک ناقابل انکار حقیقت ہے ۔خاندان میں والدہ اور والد کی علیحدہ علیحدہ ذمہ داریاں ہیں، والد کا کام خاندانی نظام کو مستحکم طریقے اور منظّم شکل میں چلانا ہوتا ہے، والد خاندان کے لئے گرمی، سردی بھوک پیاس کی پرواہ کئے بغیر انتھک محنت کر کے خاندان کے معاشی مسائل کا مداوا کرتا ہے، خاندان کی تعلیم وتربیت کے تمام قسم کے اخراجات کی ذمہ داری والد پر ہوتی ہے، وہ اپنی بیوی کے اخراجات بھی برداشت کرتا ہے گویا کلی طور پر پورے خاندان کا مالی بوجھ والد پر ہوتا ہے، نیز والدہ بھی خاندان میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے، وہ جب بچہ کو جنم دیتی ہے اس کے ساتھ ہی اس پر بچے کی بہت ساری ذمہ داریاں عائد ہوتی جاتی ہیں، بچے کی اچھی اور بری تربیت کا انحصار والدہ پر ہی ہوتا ہے۔

خاندانی روابط :

اسلام میں خاندان سمٹا اور سکڑا ہوا نہیں ہے، بلکہ وسیع اور پھیلا ہوا ہے، یہ چچاؤں اور پھوپھیوں کی اولاد (عصبات) ماموؤں اور خالاؤں کی اولاد (ارحام) پر مشتمل ہے، اسلام متعدد احکام کے ذریعے خاندان کے باہمی تعلقات کو مضبوط اور مربوط کرتا ہے، اسلام نے خاندانی تعلقات کو احکام کے ایک زنجیر کی شکل میں اسے باہم مربوط کررکھا ہے۔ صاحب استطاعت اور کشادہ دست کے اوپر ذمہ داری ڈالی گئی کہ وہ تنگ دست اور مجبور وضرورت مند پر خرچ کرے۔ ایسے مسائل جن میں اس طرح کے احکام بیان کئے گئے ہیں انہیں احکام نفقات کہا جاتا ہے، احکام ودیت کے تحت قتل خطا کی دیت کا بیان ہے کہ مقتول کے عصبات اور قبیلہ اس کا حق دار ہے۔ احکام میراث کے تحت وراثت کے مسائل بیان کئے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میراث میں معین درجات اور حصول کے مطابق اقارب کا حق مقرر کیا ہے۔ اسلام کے یہ تمام احکام بتاتے ہیں کہ خاندان کا شیرازہ اس نظام میں متحد رہنا چاہئے، شاخ کو اپنی اصل سے جدا نہیں ہونا چاہئے۔

خاندانی ہم آھنگی :

ایک اچھے خاندان کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے تمام فرائض ادا کرے اور اس کے عناصر ترکیبی مکمل ہو، خاندانی ہم آہنگی کے معنی یہ ہیں کہ مرد وعورت کے تعلقات مستحکم ہوں۔ سربراہ خاندان اس طرح کا ہو کہ اس کا ہر فرد اس کے فیصلوں کا پابند ہو۔ معاشرتی احکام کی بنیاد خاندانی ہم آہنگی ہے۔ جس معاشرت کے نظام میں عورت ومرد کے تعلقات پر کوئی پابندی نہ ہو، بچے خاندان کا لازمی جزنہ ہو۔ اور بزرگوں کا احترام نہ ہو وہ معاشرہ جنسی بے راہ روی اور مجرمانہ تغافل کا شکار، شفقت ورحم سے عاری اور انسانی ہمدردی سے خالی ہو جاتا ہے، دور حاضر کے معاشرتی انتشار کا سبب یہی خاندانی بدنظمی ہے۔ جنسی تعلقات میں غیر ذمہ داری، طلاق کی کثرت، ضبط تولید اور بوڑھوں سے عدم التفات اور برائیاں ہیں۔ جنہوں نے استحکام وسکون ختم کردیا ہے۔ اور دور حاضر کا انسان اکثر وبیشتر اخلاقی خوبیوں سے عاری دکھائی دیتا ہے۔

اسلامی معاشرہ اس وقت ترقی پذیر دور سے گذر رہا ہے۔ ٹیکنالوجی کے اعتبار سے زیادہ تر غیر مسلموں پر انحصار کرنا پڑتا ہے، اس کا ایک نقصان یہ بھی ہورہا ہے کہ مسلمان دنیا کے اکثر معاملات میں مغرب کی نقالی کررہے ہیں۔ وہاں سے اگر ٹیکنالوجی آرہی ہے تو وہاں کا معاشرتی بگاڑ بھی ہم پر حملہ آور ہے، ایسے میں ہمارا شاندار اور مثالی خاندانی نظام خطرے کی طرف بڑھ رہا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے خاندانی نظام کی اسلامی روایت کو شعوری طور پر اختیار کریں۔ اور ہم اپنے تعلیمی نصاب میں خاندانی نظام کے تمام اجزاء کو بتدریج داخل کریں، اور اس کی افادیت کو ہر فورم پر اجاگر کریں تاکہ ہمارا خاندانی نظام بچ سکے اور مستحکم ہوسکے۔

اگر اب بھی نہ جاگے تو

شیخ اسحاق علی

مسلمانوں کی آمد سے پہلے ایشیا کا یہ علاقہ چھوٹے بڑے مختلف راجا مہاراجاؤں کے تصرف میں مختلف ملکوں، ریاستوں اور خاندانی حکومتوں کی شکل میں بکھرا ہوا تھا ور آپس میں ایک دوسرے پر دست درازی کے ذریعہ قبضہ اور قتل وغارت گیری کا بازار گرم تھا۔ ہزاروں سال پہلے جو آریئس ہندوستان آئے، انہوں نے یہاں کے اصل باشندوں کو ذات پات کے نظام میں جکڑ کر اپنا غلام بنالیا اور کئی ہزار سال تک ان پر انسانیت سوز ظلم ڈھائے اور ان کی زندگی جانور سے بھی بدتر کردی، اپنے آپ کو اعلی ذات اور مقامی آبادی کے پچھڑی ذات کا درجہ دے کر ان کو انسانی حقوق سے محروم کردیا۔

۱) دلتوں اور پچھڑی ذات کے لوگوں کو اپنی بستی میں رہنے نہیں دیا، شہروں اور بستیوں سے باہر جھونپڑیوں میں زندگی گزارنے پر مجبور کیا۔

۲) ان پچھڑی ذات کو تعلیم حاصل کرنے پر پابندی عائد کی اور ان کے طبقے کو جاہل رہنے پر مجبور کیا۔

۳) اعلیٰ ذات والوں نے ان دلتوں کو اپنا غلام بناتے ہوئے ان کی پیدائش کا مقصد اعلیٰ ذات کی خدمت وغلامی قرار دیا، ان کے گھروں، گلیوں کی صفائی، ان کی غلاظتوں کی صفائی پر مجبور کیا۔

۴) ان پچھڑی ذاتوں کو اچھا کھانے، اچھے کپڑے پہننے اور اچھے گھر بنانے اور رہنے کی اجازت نہیں، پچھلے دنوں up میں ایک دلت لڑکے کو پیٹ پیٹ کر اس لئے مارڈالا کیونکہ وہ اپنی شادی کے موقع پر گھوڑے پر سوار ہوا۔

۵) اگر کوئی دلت خاندان کا آدمی پڑھ لکھ کر کسی اعلیٰ منصب پر پہونچا ہے تو اعلیٰ ذات کے اس کے چھوٹے افسر اس کی بات نہیں سنتے اور ان کی بے عزتی کرتے ہیں اور علی الاعلان بغاوت کر کے کہتے ہیں کہ تو نیچ ہے، ہم تیری بات نہیں مانگیں گے۔

۶) ہندو ہونے کے باوجود دلتوں اور پچھڑی ذات والوں کو یہ اعلی ذات کے لوگ انہیں مندروں میں قدم رکھنے نہیں دیتے اور انہیں وید، اپنیشت کی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں اور اگر کوئی پچھڑی ذات والا وید اپنیشت کو سن بھی لیا تو اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر سزا دینے کا حکم دیا۔

۷) یہ دلت اور پچھڑی ذات والے ان اعلیٰ ذات والوں کے محلوں میں رہ نہیں سکتے، ہوٹلوں میں ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھا سکتے اور آج بھی ہندوستان کے بیشتر علاقے گاؤں اور قریوں میں چائے فروخت کرنے والے ہوٹلوں میں اعلیٰ ذات والوں کے لئے چائے پینے کی پیالی علحدہ ہیں اور نچلی ذات والوں کے لیے چائے پینے کی گلاسیں علحدہ ہیں۔

۸) نچلی ذات والے ان اعلیٰ ذات والوں کے محلے اور گاؤں میں داخل نہیں ہوسکتے اور اگر گزرنا ناگزیر ہو تو اپنے چپل اتار کر خالی پیر چلنا ہے اور جاتے ہوئے اپنے قدموں کے نشانات کو مٹا کے جانا ہے۔

۹) اعلیٰ ذات والے ان دلتوں اور نچلی ذات والوں کو انسان ہی نہیں سمجھتے، اس لئے اعلیٰ ذات والوں کے کنویں سے ان نچلی ذات والوں کو پانی لینے نہیں دیتے، کیونکہ ان نچلی ذات والوں کا ہاتھ لگنے سے کنویں کا پانی ناپاک اور گندہ ہوجاتا ہے۔

یہ اور اس طرح کے بے شمار انسانیت سوز مظالم سے ہندوستان کی قدیم تاریخ بھری پڑی ہے، مگر جب مسلمان اس ملک میں داخل ہوئے تو ان کے حسن اخلاق کو دیکھ کر اور اسلام کے پاک وصاف عقیدے کو سن کر اکثر پچھڑی ذات والے اسلام کے انسانی مساوات اور بھائی چارے کے نظریہ اور رویہ کو دیکھ کر اسلام میں داخل ہوگئے اور تمام انسان ایک آدم وحواء کی اولاد ہونے کی روح پرور قرآنی اعلان پر شیدائی ہوگئے، باعزت زندگی گزارنے لگے۔

مسلمانوں نے اس ملک میں شریعت اسلامی کے مطابق انسانی مساوات کا نظام قائم کیا، تمام لوگوں اور طبقوں کو برابر کے حقوق دیئے، ہر آدمی کو بحیثیت انسان احترام کیا، عدل وانصاف سے حکومت کی۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

دہلی کے فسادات: منظر بہ منظر

سہیل انجم

دہلی کے فساد پر نہ صرف پورا ہندوستان بلکہ پوری دنیا چیخ اٹھی ہے،اس کی وحشت و دہشت اب بھی قائم ہے، متاثرین کی اکثریت اب بھی اپنے اپنے گھروں کولوٹنے کی جرأت نہیں کر پا رہی ہے،وہ اب بھی خوف زدہ ہیں اور انھیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ اگر گئے تو ایک بار پھر حملوں کی زد پر آسکتے ہیں،یہی وجہ ہے کہ کئی لوگوں نے اپنے اعزا کی تکفین وتدفین دوسرے علاقوں میں کی ہے۔

ہندوستانی میڈیا میں اب بھی اس فساد کی بھرپور رپورٹنگ ہورہی ہے،یہ الگ بات ہے کہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی رپورٹنگ میں زمین آسمان کا فرق ہے،الیکٹرانک میڈیا جہاں مسلمانوں کو ہی ویلن بنا کر پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہے وہیں پرنٹ میڈیا بالخصوص انگریزی پرنٹ میڈیا میں بڑی حد تک حقائق کی ترجمانی ہورہی ہے،اب بھی انگریزی اور کچھ ہندی کے اخبارات اداریے لکھ کر اور خصوصی مضامین شائع کر کے فساد کی مذمت اور ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کررہے ہیں۔غیر ملکی میڈیا بھی پیچھے نہیں ہے،اگر اس فساد کی حقیقی تصویر دیکھنی ہو تو غیر ملکی میڈیا پر ایک نظر ڈال لینی چاہیے۔فساد بھڑکنے کے بعد سے لے کر اب تک غیر ملکی میڈیا میں اس کے لیے بی جے پی کی ہندوتو انواز پالیسیوں،اس کے بعض رہنماؤں؛ بالخصوص کپل مشرا، ہندوتوا نواز عناصر کی حوصلہ افزائی اور وزیر اعظم اور وزیر داخلہ کی خاموشی اور اس کے ساتھ ساتھ پولیس کی جانبدارانہ کارکردگی اور بہت سی جگہوں پر ناکارکردگی کو ذمہ دار ٹھہرایا جا رہا ہے۔غیر ملکی اخبارات نے دہلی کے فساد پر متعدد اداریے تحریر کیے ہیں اور مودی حکومت کی پالیسیوں کو ہدف تنقید بنایا ہے۔نیوز ویب سائٹوں پر فسادات کی پرت در پرت رپورٹیں پیش کی جارہی ہے،مضامین لکھے جارہے ہیں اور تجزیے شائع کیے جارہے ہیں،ان ویب سائٹوں سے وابستہ صحافی متاثرہ علاقوں میں گھر گھر جا کر لوگوں سے مل رہے ہیں اور ان کی روداد غم سن کر انھیں بیان کررہے ہیں۔ایسا نہیں ہے کہ یہ روداد غم صرف مسلمانوں کی ذات سے وابستہ ہے،بہت سے ہندو بھی اس فساد کے شکار ہوئے ہیں اور ان کے تجربات و مشاہدات بھی مسلمانوں کے تجربات ومشاہدات کی مانند انتہائی لرزہ انگیز ہیں۔اسی طرح سوشل میڈیا خاص طور پر یوٹیوب چینلوں کے نمائندے بھی جلے اور تباہ مکانات کے ملبوں سے گزرتے ہوئے ہر اس مقام تک پہنچ رہے ہیں جہاں فساد کا دیو استبداد تین دن تک دندناتا پھرتا رہا۔وہ اس دیو کی تباہ کاریوں کو کیمروں کی نظر سے دیکھ کر پوری دنیا کو دکھا رہے ہیں،متعدد خواتین روتے بلکتے ہوئے اپنی داستان الم بیان کررہی ہیں۔بعض کی داستان اتنی دلخراش ہے کہ سننے والے کا کلیجہ کانپ اٹھے۔

یہ فسادیوں ہی اور اچانک نہیں بھڑک گیا بلکہ ایک منظّم سازش کے تحت انجام دیا گیا ہے۔کپل مشرا اور ان جیسے دیگر لیڈروں کی اشتعال انگیزیوں نے اندر ہی اندر سلگنے والی چنگاریوں کو ہوا دی اور وہ چنگاریاں شعلوں میں تبدیل ہوگئیں۔جس طرح کم ازکم دو ہزار افراد کی بھیڑ ہتھیاروں اور پیٹرول بموں سے لیس ہوکر دندناتی پھر رہی تھی،وہ اپنے آپ نہیں آگئی تھی،ایک اسکول کی چھت پر قد آدم غلیل اپنے آپ نصب نہیں ہوگئی تھی،پہلے سے ہی اس کی پلاننگ کی گئی تھی اور بڑے پیمانے پر اس کی تیاری کی گئی تھی۔ابھی یہ بات ثابت نہیں ہوسکی ہے کہ یہ مذکورہ بھیڑ دہلی کے دوسرے علاقوں کی تھی یا مغربی یوپی سے آئی تھی۔لیکن یہ بات طے ہے کہ اس بھیڑ کی اکثریت باہری تھی۔

اسی کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کی مشترکہ آبادیوں میں جہاں بہت سے مسلمانوں نے ہندوؤں کو بچایا اور بہت سے ہندوؤں نے مسلمانوں کو پناہ دی،وہیں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ایسی آبادیوں میں جہاں مسلمان اور ہندو مشترکہ طور پر رہ رہے ہیں،باہر سے آنے والی بھیڑ کی قیادت مقامی ہندوؤں نے کی۔

یہی وجہ ہے کہ اگر ہندو اور مسلمان کی دکانیں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں،تو مسلمان کی تو لوٹ پاٹ کرنے کے بعد جلادی گئی،لیکن ہندو کی دکان محفوظ رہی۔

ویسے یہ بات بڑی حد تک باعث اطمینان ہے کہ مسلمانوں کے مکانوں اور دکانوں کی نشاندہی کرکے ان کو لٹوانے اور جلوانے کے واقعات کے باوجود دونوں فرقوں کے بہت سے لوگوں نے دوسرے مذہب کے اپنے اپنے پڑوسیوں اور ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی،بہت سے مسلم خاندانوں نے ہندوؤں کو تو بہت سے ہندو خاندانوں نے مسلمانوں کو اپنے گھروں میں پناہ دی۔سکھوں نے جس طرح مسلمانوں کو بچایا وہ بھی اپنے آپ میں ایک مثال ہے۔اس قسم کے واقعات یہ بتانے کے لیے کافی ہیں کہ ہندوؤں کے بہت بڑے طبقے میں مسلم دشمنی کا جو انجکشن لگایا گیا ہے وہ ابھی پوری طرح سرایت نہیں ہوا ہے۔یہ واقعات اس بات کے گواہ ہیں کہ فرقہ وارانہ بھائی چارہ بڑی حد تک ابھی بچا ہوا ہے۔

فساد زدہ ایام کی ایک خاص بات یہ دیکھنے کو ملی کہ شروع کے دو دنوں میں پولیس منظر سے بالکل ہی غیر موجود تھی۔ متاثرین نے جن میں مسلمان اور ہندو دونوں شامل ہیں،میڈیا کو بتایا کہ وہ پولیس کو فون پر فون کرتے اور ان سے مدد طلب کرتے رہے،لیکن پولیس نے کوئی مدد نہیں کی،فون پر یہ جواب دیا جاتا تھا کہ ابھی آرہے ہیں یا پھر یہ کہا جاتا تھا کہ وہاں سے کہیں اور چلے جاؤ۔بعد میں جب پولیس آئی بھی تو اس نے فسادیوں کا ساتھ دیا۔

پولیس کے ساتھ ساتھ سیاست دانوں کی بے حسی بھی قابل مذمت ہے۔فسادات کے ایام کو تو چھوڑ دیجیے،اس کے بعد بھی سیاست دانوں نے وہاں جانے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی،وزیر اعظم اور وزیر داخلہ ان دنوں امریکی صدر کے استقبال میں اس قدر مگن تھے کہ ان کے کانوں تک مظلومیں کی چیخیں نہیں پہنچ رہی تھیں۔وزیر اعظم نے تین روز کے بعد تین لائن کا ٹوئٹ کر کے لوگوں سے امن قائم کرنے کی اپیل کی،ان کی اس اپیل کو غیر ملکی میڈیا نے ہدف تنقید بنایا ہے اور کہا ہے کہ تین روز کے اندر جو تباہی مچی ہے یہ تین لائن کا ٹوئٹ اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔

وزیر داخلہ تو اب بھی خاموش ہیں۔انھوں نے اس پر کوئی چھوٹا سا بھی بیان دینا ضروری نہیں سمجھا،جبکہ دہلی پولیس خود انہیں کو رپورٹ کرتی ہے وہ انہیں کے ماتحت ہے،نہ تو وزیر داخلہ نے اور نہ ہی کسی مرکزی وزیر نے متاثرہ علاقوں کا دورہ کرنے کی اب تک ضرورت محسوس کی،جبکہ یہ فسادات کہیں اور نہیں دارالحکومت دہلی میں،مرکزی حکومت کی ناک کے نیچے اور وزیر اعظم کی رہائش گاہ سے محض دس کلومیٹر کی مسافت پر ہوئے ہیں۔حکومت اور اس کے وزرا کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ متاثرہ علاقوں میں جاتے اور متاثرین کی باز آبادکاری میں ان کا ہاتھ بٹاتے اور ان کو تسلی دیتے۔کانگریس کے سابق صدر راہل گاندھی نے ضرور ان علاقوں کا دورہ کیا ہے،کانگریس صدر سونیا گاندھی نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو فسادات کا جائزہ لینے کے بعد انھیں اپنی رپورٹ پیش کرے گی،لیکن حکمراں طبقے کو اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ وہ مظلوموں کی دادرسی کرتا۔کانگریس کی جانب سے بار بار یہ مطالبہ کیا جارہا ہے کہ دہلی کے فساد پر پارلیمنٹ میں بحث کرائی جائے،لیکن حکومت اس کی اجازت ہی نہیں دے رہی ہے،بلکہ اس کے برعکس لوک سبھا کے اسپیکر نے کانگریس کے سات اراکین کو اجلاس کی بقیہ مدت کے لیے معطل کردیا۔(بعد میں اپوزیشن کے دباؤ میں معطّلی واپس لی گئی) یہ کارروائی ہٹلرانہ اور ڈکٹیٹرانہ ہے،اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

یہ بات بیشتر اخباروں اور بڑے صحافیوں اور کالم نگاروں نے لکھی ہے کہ ہم نے متاثرین کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے،جس طرح ان پر مظالم کے پہاڑ توڑے گئے،وہ ہمارے رویے پر ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔

مودی وشاہ کی ہٹ دھرمی نے ملک کی عزت خاک میں ملادی

اعظم شہاب

قومی انسانی حقوق کمیشن کی جانب سے سی اے اے کے خلاف سپریم کورٹ میں داخل مداخلت کی عرضداشت کو بھلے ہی بی جے پی کا آئی ٹی سیل ایک سوشلسٹ کے ذریعہ داخل کردہ عرضداشت قرار دے کر خاطر میں نہ لانے کی مہم چلا رہا ہے،مگر اس سچائی سے شاید ہی انکار کیا جاسکے کہ سی اے اے واپس نہ لینے کی مودی وشاہ کی ہٹ دھرمی نے دنیا کے سامنے ہمارے ملک کی عزت خاک میں ملادی ہے،یہ اسی ہٹ دھرمی کا نتیجہ ہے کہ آج یوروپین پارلیمنٹ سے لے کر انگلینڈ و ایران تک سی اے اے کے حوالے سے مودی حکومت کی پالیسیوں پر کھلے عام تنقیدیں کرنے لگے ہیں اور پابندیاں عائد کرنے کی باتیں کرنے لگے ہیں۔گزشتہ روز جب امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ ہندوستان کے دورے پر آئے تھے تو مودی جی ان کی دوستی میں کچھ اس قدر رطب اللسان ہوئے تھے کہ انہیں ٹرمپ کی واپسی کے دو روز بعد اس بات کی خبر ہوسکی کہ ان کی راجدھانی میں ان کے ہی نام لیوا ہولی سے پہلے ہی مسلمانوں کے خون کی ہولی کھیلنے لگے ہیں،لیکن ہندوستان میں موجود ٹرمپ اور ہزاروں کلومیٹر دور امریکی انتظامیہ کو اس کی خبر فوراً ہوگئی اور امریکن کانگریس نے اس پر اپنی ناراضگی کا بھی اظہار کردیا،مگر مودی جی کی خاموشی دو دن بعد ٹوٹی اور وہ بھی ٹوئٹر پر۔مودی جی کو تو ان کے قومی میڈیا نے دو روز تک ٹرمپ اور ان کی دوستی کی کیمسٹری میں الجھائے رکھا،بالکل اسی طرح جس طرح اوبامہ کے دورے کے وقت ہوا تھا،البتہ شاہ جی نے اجیت ڈوبھال کو دہلی کی فساد زدہ گلیوں میں صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے ضرور روانہ کردیا،شاید وہ یہ دیکھنے آئے تھے کہ ان کے کارندوں نے ان کے پلان کے مطابق کام کیا یا نہیں،اگر ایسا نہ ہوتا تو فساد کرانے کا ذمہ دار کپل مشرا بھی آج سلاخوں کے پیچھے ہوتا،لیکن ایسا نہیں ہوا،اور اس لیے نہیں ہوا کہ فساد کی اسکرپٹ بہت پہلے سے لکھی جا چکی تھی، جس میں طاہر حسین کا نام تو موجود تھا،لیکن کپل مشرا کا نہیں تھا۔قومی انسانی حقوق کمیشن کی صدر مشیل زیریا کی جانب سے سپریم کورٹ میں داخل انٹرویشن کی عرضداشت میں جو باتیں کہی گئی ہیں وہ مودی حکومت کے سی اے اے کے موقف کے بالکل برخلاف ہیں۔اس عرضداشت کے ذریعے سپریم کورٹ سے کہا گیا ہے کہ وہ درخواست گزار کو اس بات کی اجازت دے کہ وہ کورٹ کے سامنے اس بات کو ثابت کرسکے کہ مودی حکومت کا سی اے اے کا قانون کس طرح نہ صرف ہندوستان کی آئین بلکہ ان بین الاقوامی قوانین کے بھی خلاف ہے جس پر انڈیا کے بھی دستخط موجود ہیں،اس عرضداشت میں خاص طور سے یواین او کی قراردادوں کی بات کی گئی ہے جس کا انڈیا بھی ایک ممبر ہے،ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس عرضداشت کے بعد ہماری حکومت سی اے اے کے بارے میں اپنے موقف پر ازسرِنو غور کرتی،مگر آئی ٹی سیل کے ذریعے مشیل زیریا کو ایک سوشلسٹ ثابت کرکے انہیں ہندوستان مخالف بتایا جا رہا ہے۔پھر بھی اگر بات صرف مشیل زیریا تک ہی محدود رہتی تو کہا جاسکتا تھا کہ انہوں نے بھی اپنے نظریات کی بنیاد پر اسی طرح تنگ نظری کا مظاہرہ کیا ہے،جس طرح مودی وشاہ اور ان کی پارٹی کے لوگ کررہے ہیں،مگر یہاں تو پورا یوروپ و ایشیا انڈیا کے خلاف کھڑا نظر آتا ہے۔

یوروپین یونین کی اس قرارداد کے بارے میں تو سبھی جانتے ہیں،جو انڈیا کی مداخلت سے کسی طرح وقتی طور پر رک گئی تھی،مگر بعد میں اس کے اراکین نے مودی حکومت کو سی اے اے کے خلاف سخت وارننگ دی ہے،اس کے علاوہ اسی پارلیمنٹ کے ستر فیصد ممبران نے کھلے طور پر مودی حکومت کی تنقید کی ہے۔ایران جو ایشیا میں شاید ہمارا سب سے بڑا حلیف ہے،اس نے بھی مودی حکومت پر اعلانیہ تنقید کی ہے،ایران کی یہ تنقید دہلی فساد کے تناظر میں ہے،جسے ایران نے مسلمانوں کے قتل عام سے تعبیر کرتے ہوئے ہندوستان کو تاکید کی ہے کہ وہ اس سے باز رہے، لیکن سچائی یہ ہے کہ ایران کی تنقید کی بنیاد بھی سی اے اے ہی ہے۔

او آئی سی (آرگنائزیشن آف اسلامک کوآپریشن) جو ایک مردہ آرگنائزیشن تھی،مودی حکومت کی اس ہٹ دھرمی نے اس میں بھی جان ڈال دی ہے۔اس آرگنائزیشن میں ۸۵/ممالک ہیں۔اس کے ممبران نے بھی انڈیا کو سخت وارننگ دی ہے کہ سی اے اے کی بنیاد پر مسلمانوں کے خلاف بھید بھاؤ کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ہم نے اس وارنگ پر یہ جواب دے کر خود کو مطمئن کرلیا ہے کہ یہ ہمارا داخلی معاملہ ہے اور ہم اسے حل کرلیں گے۔جبکہ سچائی یہ ہے کہ مودی وشاہ نے اپنی ہٹ دھرمی سے اپنے ان تمام معاملات کو بین الاقوامی پلیٹ فارم پر پہنچا دیا ہے جو کہ یہاں کسی کو کانوں خبر ہوئے بغیر بہ آسانی حل کیا جاسکتا تھا۔

ملک و دنیا کی اہم خبریں

(از: محمد عادل فریدی)

دہلی کابینہ کے وزراء کے پاس بھی برتھ سرٹیفکٹ نہیں، کیا سب کو بھیجیں گے ڈٹینشن سنٹر: کیجریوال

دھلی اسمبلی میں این پی آر، این آر سی کے خلاف قرارداد منظور

دہلی اسمبلی میں جمعہ کے روز این پی آر اور این آر سی کے خلاف قرارداد منظور کر لی گئی ہے۔ اس حوالہ سے تجویز وزیر ماحولیات گوپال رائے نے پیش کی تھی، اس کے لیے دہلی حکومت نے جمعہ کے روز این پی آر پر بحث کے لئے اسمبلی کا خصوصی اجلاس طلب کیا گیا تھا۔ بحث کے دوران وزیر اعلی اروند کیجریوال نے کہا کہ ان کے اور ان کی اہلیہ اور ان کے ماں باپ کے پاس بھی برتھ سرٹی فیکیٹ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ۷۰/اراکین اسمبلی میں سے صرف ۹/اراکین نے کہا ہے کہ ان کے پاس برتھ سرٹی فیکیٹ ہے جبکہ ۶۱/ کا کہنا ہے کہ ان کے پاس یہ نہیں ہے، دہلی کابینہ کے کسی وزیر کے پاس برتھ سرٹیفکٹ نہیں ہے، حتیٰ کہ اسمبلی کے اسپیکر کے پاس بھی نہیں ہے، تو کیا ان سبھی کو ڈٹینشن سینٹر بھیج دیا جائے گا! کیجریوال نے کہا کہ این پی آر اور قومی شہریت رجسٹر (این سی آر) کا نفاذ نہیں ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ ''مرکزی حکومت کو این پی آر اور این آر سی کو واپس لینا چاہئے، اسمبلی میں تجویز قرارداد پاس کی گئی ہے اور ہم اسے دہلی میں نافذ نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا ہے کہ مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ نے راجیہ سبھا میں کہا تھا کہ این پی آر میں کوئی دستاویز نہیں مانگا جائے گا، لیکن انہوں نے یہ نہیں کہا ہے کہ این آر سی میں دستاویز نہیں مانگے جائیں گے۔ وزیر اعلی نے کہا کہ اس غلط فہمی میں مت رہنا کہ این آر سی نہیں ہوگا۔ پہلے این پی آر ہوگا اور اس کے بعد این آر سی کروایا جائے گا۔ صدر رام ناتھ کووند اور امت شاہ نے واضح کیا تھا کہ این آر سی ہو کر رہے گا۔ اس تجویز پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے وزیر اعلیٰ اروند کیجریوال نے مرکزی حکومت سے پوچھا کہ ملک میں کورونا وائرس پھیل رہا ہے اور معیشت خراب حالت میں ہے۔ ان تمام مسائل سے کنارہ کشی کر کے آخر کیوں سی اے اے، این پی آر اور این آر سی پر زور دیا جا رہا ہے؟ کیجریوال نے کہا: ''صدر جمہوریہ نے اپنے خطبے میں کہا تھا کہ موجودہ حکومت این آر سی لائے گی، وزیر داخلہ بھی ایسا کہہ چکے ہیں کہ جب ۲۰۱۰ء میں این پی آر ہو چکا ہے، تو اب تنازعہ کیوں ہے! تنازعہ وزیر داخلہ کے بیان پر ہے جنہوں نے کہا تھا کہ پہلے سی اے اے آئے گا، پھر این پی آر اور پھر این آر سی۔ یہ قانون پاکستان کے ہندوؤں کے حق میں ہے یا اپنے ملک کے ہندوؤں کے خلاف، سمجھ سے بالاتر ہے۔ کاغذ نہیں دکھانے پر ڈٹینشن کیمپ میں بھیج دیا جائے گا، یہ ملک کو انانیت اور تاناشاہی کی طرف لے جانے والا ہے۔ (قومی آواز بیورو)

ریال کی قیمت میں اضافہ سے سفر حج بھی ۲۰/فیصد ہو سکتا ہے مہنگا، کرنسی ایکسچینج ٹینڈر ملتوی

حج ۲۰۲۰ء کو ابھی وقت باقی ہے، مگر کورونا وائرس کا اثر سفر حج کی تیاریوں پر پڑتا نظر آرہا ہے۔ کورونا وائرس کی وجہ سے بین الاقوامی سطح پر روپئے کی قیمت میں کمی واقع ہونے کی وجہ سے ریال کی قیمت میں اضافہ ہوگیا ہے۔ اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے اور عالمی سطح پر معاشی تبدیلیاں رونما ہونے کی بنا پر حج کمیٹی آف انڈیا نے کرنسی ایکسچینج کا ٹینڈر ایک ماہ کے لیے آگے بڑھا دیا ہے۔ واضح رہے کہ کورونا وائرس نے بین الاقوامی بازار کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ مرکزی حج کمیٹی کو امید ہے کہ حالات بہتر ہونے کے ساتھ ہی ریال کی قیمت میں بھی کمی آئیگی اور اس کا براہ راست فائدہ عازمین حج کو ہوگا۔ حج کمیٹی نے کرنسی ٹینڈر کو ایک ماہ کیلئے آگے بڑھانے کا فیصلہ ممبئی میں منعقد ہونے والی مرکزی حج کمیٹی کی فائنانس کمیٹی کی میٹنگ میں لیا گیا ہے۔ مرکزی حج کمیٹی ہر عازمِ حج کو ان کی جمع شدہ رقم میں سے اخراجات کے لیے دو ہزار ریال فراہم کرتی ہے۔ علاوہ ازیں قربانی اور دیگر معاملات میں بھی ریال کی شکل میں مرکزی حج کمیٹی کو رقم ادا کرنی پڑتی ہے۔ مرکزی حج کمیٹی کے چیئرمین نے بتایا کہ فائنانس کمیٹی کی میٹنگ میں کرنسی ایکسچینج کے ٹینڈر کو ملتوی کرنے کے فیصلے پر اتفاق ہوا ہے۔ بین الاقوامی بازار پر کورونا وائرس کے اثر نے ہوائی خدمات کو بھی متاثر کر دیا ہے، جس کی وجہ سے عازمینِ حج کے ہوائی جہاز کے کرایہ میں بھی گزشتہ سال کے مقابلہ میں اس سال ۲۰/ سے ۳۰/فیصد کا امکان ہے۔ (نیوز ۱۸)

کورونا وائرس پر بہار حکومت کا اہم فیصلہ، تمام اسکول اور تفریحی مقامات ۳۱/مارچ تک بند رہیں گے

ملک میں کورونا وائرس کے بڑھتے اثرات کے مدنظر احتیاط کے طور پر بہار حکومت نے ۲۲/تا ۲۴/مارچ منعقد ہونے والے ''بہار دیوس'' پروگرام کو ملتوی کرنے کے ساتھ ہی ۳۱/مارچ تک ریاست کے تمام اسکول، کالج، کوچنگ سینٹرس، سنیما گھروں، میوزیم، پٹنہ کے چڑیا گھر اور پارک سمیت بھیڑ بھاڑ والی تمام جگہوں کو بند رکھنے کی ہدایت دی ہے۔ کورونا وائرس کے انفیکشن کے پیش نظر وزیر اعلیٰ نتیش کمار کی صدارت میں ہونے والی اعلیٰ سطحی میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ سبھی مجسٹریٹ کو اس ضمن میں ہدایت دے دی گئی ہے۔ حالانکہ سینٹرل بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن (سی بی ایس ای) کا امتحان جاری رہے گا۔ چیف سکریٹری دیپک کمار نے بتایا کہ ۳۱/مارچ تک حکومت کی جانب سے کسی بھی قسم کا اجتماعی پروگرام منعقد نہیں ہوگا، گیان بھون، ایس کے میموریل ہال اور باپو سبھا گار سمیت تمام ہال میں منعقدہ پروگراموں کو رد کرنے کے ساتھ ہی ۳۱/مارچ تک یہاں ہر قسم کے پروگراموں کی بکنگ پر بھی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ سبھی آنگن واڑیوں کو بھی بند رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے، کھیل اور ثقافتی پروگراموں کے انعقاد پر بھی پابندی رہے گی، اسکول بند رہنے کے دوران مڈ ڈے میل کی رقم بچوں کے اہل خانہ کے کھاتے میں ڈال دی جائے گی، بہار سے متصل نیپال کی سرحد پر سخت حفاظتی انتظامات کی ہدایت دی گئی ہے۔ نیپال سے بہار آنے والے تمام لوگوں کو اسکریننگ کے بعد ہی داخلہ ملے گا۔ اس کیلئے سرحد پر ڈاکٹروں کی ٹیم تعینات رہے گی۔ انہوں نے بتایا کہ پٹنہ میڈیکل کالج اسپتال (پی ایم سی ایچ)، شری کرشنا میڈیکل کالج اسپتال (ایس کے ایم سی ایچ) اور نالندہ میڈیکل کالج اسپتال (این ایم سی ایچ) سمیت بہار کے سبھی سرکاری اسپتالوں میں کورونا کے مشتبہ مریضوں کی جانچ کا انتظام کیا گیا ہے۔ اسپتالوں میں الگ سے آئیسولیشن وارڈ بنائے گئے ہیں۔ پی ایم سی ایچ کے ڈاکٹروں کی چھٹی بھی رد کر دی گئی ہے۔ (انقلاب)

مشرق وسطیٰ میں کورونا وائرس کے سبب جمعہ کی عبادات بھی متاثر

یروشلم میں عیسائی، مسلم اور یہودی رہنماؤں نے مشترکہ طور پر گرچہ اعلان کیا کہ اس مقدس مقام پر دعائیہ تقریبات منعقد ہوں گی، تاہم اسرائیل کی وزارت صحت کے احکامات کے مطابق دعائیہ تقریبات چہار دیواری کے اندر اور اجتماعات کو ۱۰۰/عبادت گزاروں تک محدود کر دیا گیا ہے۔ اس موقع پر تینوں مذاہب کے عبادت گزاروں کو تمام دنیا کے لیے شدید خطرے اور پریشانیوں کا باعث بنے ہوئے کورونا وائرس کے شکار انسانوں کے لیے دعائے خیر کرنے کو کہا گیا۔ یروشلم کی مغربی دیوار کی طرف جو مقدس مقام ہے جہاں یہودی جا سکتے ہیں، حکام نے ۱۰۰/لوگوں کے لیے ایک خیمے کا بندوبست کیا ہے جس کے داخلے کو محدود رکھا گیا۔ لیکن مغربی دیوار کی ہیریٹیج فاؤنڈیشن، جو اس مقدس مقام کی نگرانی کرتی ہے، نے کہا کہ مرکزی پلازہ میں عبادت پر پابندی نہیں ہوگی کیونکہ یہ ایک کشادہ اور کھلی جگہ ہے۔ حالیہ دنوں میں اس فاؤنڈیشن نے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس جگہ منعقد ہونے والے مذہبی اجتماع میں حصہ لینے اور عبادات میں شامل ہونے کی ترغیب دی اور کہا کہ وہ کورونا وائرس کے شکار افراد کے لیے خصوصی دعائیں کریں۔ اس وقت دنیا کے قریب ایک سو پچیس ممالک میں اس انفکشن کا شکار ہو کر لقمہ اجل بننے والے افراد کی تعداد چار ہزار نو سو ستر ہو چکی ہے جبکہ دنیا بھر میں تقریبا ایک لاکھ تیس ہزار افراد اس سے متاثر ہوئے ہیں۔ دریں اثناء ایک اسرائیلی ربی، ژزہاک یوسف نے تمام یہودیوں کو ہدایات جاری کی ہے کہ وہ مغربی دیوار کا رخ نہ کریں، اجتماعی دعائیں منسوخ کریں اور اپنے گھروں کے نزدیک رہیں اور اُس وقت تک دعائیں اور عبادات کرتے رہیں جب تک کورونا کی وبا کا عذاب ختم نہیں ہو جاتا اور آسمان سے رحمتوں کی بارش نہیں ہوتی۔

مرکزی ملازمین کے مہنگائی بھتے میں چار فیصد کا اضافہ

حکومت نے مرکزی ملازمین کے مہنگائی بھتے میں چار فیصد کا اضافہ یکم جنوری ۲۰۲۰ء سے کرنے کا فیصلہ کیا ہے، وزیر اعظم نریندر مودی کی صدارت میں جمعہ کو یہاں ہوئی کابینہ کی میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے، اس فیصلے سے ۴۸/لاکھ مرکزی ملازمین اور ۶۵/ لاکھ پنشن پانے والوں کو فائدہ ہوگا، اب مہنگائی بھتہ ۱۷/فیصد سے بڑھ کر ۲۱/فیصد ہوگیا ہے۔ اطلاعات ونشریات کے مرکزی وزیر پرکاش جاوڈیکر نے میٹنگ میں کیے گئے فیصلوں کی اطلاع دیتے ہوئے نامہ نگاروں سے کہا کہ اس فیصلے سے کل ملا کر ۱۳ء۱/کروڑ کنبوں کو فائدہ ہوگا، اس سے حکومت پر ۱۴۵۹۵/کروڑ روپے کا بوجھ پڑے گا۔ (یو این آئی)

یس بینک سے جلد ہٹے گی پابندی، تشکیل نو کے منصوبہ کو منظوری

حکومت نے بحران کے شکار نجی شعبہ کے چوتھے بڑے بینک یس بینک کی تشکیل نو کے منصوبہ کو جمعہ کو منظوری دیدی جس سے جلد ہی اس پر سے پابندی ہٹے گی۔ وزیر اعظم نریندر مودی کی صدارت میں ہوئی کابینہ کی میٹنگ میں تشکیل نو کے منصوبہ کو منظوری دی گئی۔ وزیر خزانہ نرملا سیتارمن نے یہاں صحافیوں کو یہ اطلاع دیتے ہوئے کہا کہ اس سلسلہ میں نوٹیفکیشن جاری کیا جائیگا اور اس کے جاری ہونے کے تین دن کے اندر اس بینک پر لگی پابندی ہٹالی جائیگی۔ اس کے سات دنوں کے اندر مقرر ایڈمنسٹریٹر دفتر خالی کر دیں گے اور نیا بورڈ آف ڈائریکٹر تشکیل دیا جائیگا جو اس کا کام کاج دیکھے گا۔ نئے بورڈ آف ڈائریکٹر میں ایس بی آئی کے دو نمائندے ہونگے۔ انھوں نے کہا کہ بینک کے مقررہ سرمایہ کو ۱۱۰۰/کروڑ روپئے سے بڑھا کر ۶۲۰۰/کروڑ روپئے کرنے کو بھی منظوری دی گئی ہے، ایس بی آئی اس بینک میں ۴۹/فیصد حصہ داری لے گا اور وہ اپنی سرمایہ کاری میں سے ۲۶/فیصد حصہ داری کی تین سال تک سرمایہ کشی نہیں کر سکے گا۔ یہ لاکنگ میعاد ہے۔ دیگر سرمایہ کاروں کے لیے یہ حد ۷۵/فیصد اور تین سال ہے۔ انھوں نے کہا کہ گزشتہ ۵/مارچ کو ریزرو بینک نے یس بینک کے بورڈ آف ڈائریکٹر کو تحلیل کرتے ہوئے اس پر پابندی لگادی تھی اور اسکے لیے ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا تھا۔ ۶/مارچ کو تشکیل نو منصوبہ کا خاکہ جاری کیا گیا اور اس پر موصول ہونے والی رائے کے بعد اس خاکہ کو حتمی شکل دی گئی جسے منظور کر لیا گیا ہے۔ (یو این آئی)

سعودی عرب میں غیر ملکیوں کو ۷۲/ گھنٹے میں ملک چھوڑنے کی ہدایت

کورونا وائرس کے باعث سعودی عرب نے یورپی یونین سمیت ۱۲/نئے ممالک پر سفری پابندی عائد کرتے ہوئے ۷۲/گھنٹوں کے اندر عمرہ زائرین اور وزٹ ویزا رکھنے والوں کو ملک چھوڑنے کی ہدایت جاری کر دی۔ سعودی عرب کی وزارت داخلہ داخلہ نے پاکستان سمیت دیگر ممالک کے تمام رہائشی، اقامہ ہولڈر اور عمرہ زائرین کو واپسی کے لیے ۷۲/گھنٹوں کا وقت دیا ہے۔ سعودی عرب کے سرکاری خبر رساں ادارے کے مطابق مملکت کی جانب سے پہلے ہی پڑوسی عرب ریاستوں سمیت ۱۹/ممالک پر سفری پابندیاں ہیں جن کا دائرہ مزید بڑھا دیا گیا ہے، حالیہ فیصلے میں یورپی یونین کے ممالک کے علاوہ سوئٹزر لینڈ، بھارت، پاکستان، سری لنکا، فلپائن، سوڈان، ایتھوپیا، جنوبی سوڈان، اریٹیریا، کینیا، جبوتی اور صومالیہ پر بھی سفری پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ حالیہ فیصلے میں فلپائن اور بھارت سے تعلق رکھنے والے ہیلتھ ورکرز کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ (نیوز ایکسپریس)

سوچی کو دیا گیا ایوارڈ لیا جائے گا واپس

نوبل امن انعام یافتہ اور میانمار کی لیڈر آنگ سان سوچی کو ایک اور بڑا جھٹکا لگا ہے۔ دی سٹی آف لندن کارپوریشن نے سوچی کو دیا گیا باوقار ایوارڈ واپس لینے کا اعلان کر دیا ہے۔ ادارہ نے کہا ہے کہ وہ روہنگیا معاملہ پر سوچی کے رویہ سے خوش نہیں ہے۔ خیال رہے کہ آنگ سان سوچی کو گزشتہ کچھ عرصہ سے دنیا بھر میں تنقید کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ دراصل سوچی نے گزشتہ دسمبر میں میانمار حکومت کی روہنگیا قتل عام کے معاملہ پر انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس (آئی سی جے) میں پیروی کی تھی۔ یہاں سوچی نے دلیل دی تھی کہ روہنگیا کے ساتھ میانمار میں آبروریزی، قتل عام اور لوٹ مار جیسے واقعات پیش نہیں آئے تھے۔

طب و سائنس

خون کی کمی

وجوہات، علامات اور علاج

خون کی کمی (Anemia) کا مطلب یہ ہے کہ خون میں سرخ خلیے بننا کم ہوجاتے ہیں۔ سرخ خلیوں کا سب سے اہم حصہ ہیموگلوبن ہوتا ہے اور یہ پھیپڑوں سے آکسیجن لے کر جسم کے باقی حصوں تک پہنچاتا ہے۔ اگر جسم میں سرخ خلیوں یا ہیموگلہبین کی کمی واقع ہوجائے تو جسم کے دیگر حصوں کو آکسیجن نہیں پہنچ پاتی جس کے باعث جسم کے دیگر حصوں کو کام کرنے میں دشواری کا سامنا ہوتا ہے۔

وجوہات: خون کی کمی یا اینمیا 400 اقسام کی ہوتی ہے جنھیں تین گروپوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: ☆خون ضائع ہوجانے کے باعث ہونے والی خون کی کمی: کسی چوٹ کے لگنے، زچگی یا کینسر جیسی بیماریوں میں بعض اوقات زیادہ خون ضائع ہوجاتا ہے جس سے جسم میں خون کی کمی واقع ہوجاتی ہے۔☆سرخ خلیوں کے بننے میں کمی یا خرابی کے باعث ہونے والی خون کی کمی: جسم میں سرخ خلیوں کی کمی کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں۔ جیسے کہ جسم کو ضرورت کے مطابق وٹامنز نہ ملنا، آئرن کی کمی، ہڈیوں کا گودا کم ہوجانا یا دیگر امراض۔ اس کے علاوہ سگریٹ نوشی، وزن زیادہ ہونے یا بڑھتی عمر کی وجہ سے بھی یہ مرض لاحق ہوسکتا ہے۔☆ سرخ خلیوں کے تباہ ہوجانے سے ہونے والی خون کی کمی: جن کے سرخ خلیات کمزور ہوتے ہیں وہ ذرا سے دباؤ سے ہی پھٹ جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مریض کہ والدین میں سے کسی کو خون کی کمی رہی ہو یا کسی انفیکشن کے باعث جسم میں جراثیم داخل ہو گئے ہوں۔ اس کے علاوہ جگر یا گردے کی بیماری میں جسم سے خارج ہونے والے زہریلے مواد سے بھی جسم میں خون کی کمی ہوجاتی ہے۔

علامات: خون کی کمی کی علامات خون کی کمی ہونے کی وجوہات پر منحصر ہیں۔ عام طور پر اینمیا کی مندرجہ ذیل علامات ظاہر ہوتی ہیں: ☆تھکاوٹ ہونا☆ کمزوری ہونا☆ جلد کا پیلا پڑ جانا☆ سانس لینے میں تکلیف☆ سینے میں درد☆ چکر آنا☆ ہاتھ اور پاؤں ٹھنڈے پڑنا شروع شروع میں اینمیا کی علامات اتنی ہلکی نوعیت کی ہوتی ہیں کہ انہیں پہچان پانا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ان علامات میں شدت آنے لگتی ہے۔ اگر ایک عرصے تک بنا کسی جسمانی مشقت کے تھکاوٹ محسوس ہو تو کسی معالج سے ضرور مشورہ کرلیں۔

علاج: اینمیا کا علاج اس کی نوعیت پر منحصر ہے۔ اگر مرض کی شدت زیادہ نہ ہو اور وہ جسم میں آئرن کی کمی کی وجہ سے ہوا ہو تو عام طور پر ڈاکٹرز آئرن سپلیمنٹس کا استعمال کرنے کو کہتے ہیں۔☆اگر خون کی کمی کسی انجری یا بیماری میں جسم سے وافر مقدار میں خون ذائع ہوجانے کی وجہ سے ہوئی ہو تو ضائع ہونے والے خون کی کمی پورا کرنے کے لیے خون کی بوتلیں چڑھائی جاتی ہیں۔ ساتھ ہی جسم سے خون ذائع ہونے کی وجہ کو بھی دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔☆اگر کیموتھیرپی یا ایسے کسی اور علاج میں خون کی کمی واقع ہوجائے تو اپیوٹن ایلفا AlfaEpoetin یا اپیوجن Epogen کا استعمال کیا جاتا ہے۔☆بعض اوقات کسی خاص دوا سے بھی جسم میں خون کی کمی ہونے لگتی ہے۔ اگر ایسی علامات ظاہر ہونے لگیں تو ڈاکٹر اکثر نسخہ تبدیل کردیتے ہیں یا خون کی کمی کو پورا کرنے کے لیے آئرن سپلیمنٹس لینے کا مشورہ دیتے ہیں۔

غذا سے علاج: ٹماٹر: ٹماٹر آئرن سے بھرپور ہونے کے ساتھ ساتھ جسم کو وٹامن سی بھی فراہم کرتے ہیں جو کہ آئرن کے جسم میں جذب ہونے کے عمل کو بہتر بناتا ہے۔

کشمش: کشمش بھی آئرن سے بھرپور میوہ ہے، جسے آسانی سے دلیہ، دہی یا کسی بھی میٹھی چیز میں شامل کر کے کھایا جاسکتا ہے بلکہ ویسے کھانا بھی منہ کا ذائقہ ہی بہتر کرتا ہے۔ تاہم ذیابیطس کے شکار افراد کو یہ میوہ زیادہ کھانے سے گریز کرنا چاہئے یا ڈاکٹر کے مشورے سے ہی استعمال کریں۔

شہتوت: اگر آپ نے کبھی اسے نہیں کھایا تو جان لیں کہ یہ آئرن سے بھرپور پھل ہے جس میں پروٹینز کی مقدار بھی کافی زیادہ ہوتی ہے جو کہ ہیموگلوبن کی سطح بڑھانے میں مدد دیتی ہے۔

کھجور: کھجور بے وقت کھانے کی لت پر قابو پانے میں مدد دینے والا موثر ذریعہ ہے جبکہ یہ آئرن کی سطح بھی بڑھاتی ہے۔ اس کے حوالے سے بھی ذیابیطس کے مریضوں کو احتیاط کی ضرورت ہے۔

انار: انار بھی ہیموگلوبن کی سطح بڑھانے میں مددگار پھل ہے جس کی وجہ اس میں وٹامن سی کی موجودگی ہے جو کہ آئرن کی موجودگی کو بڑھاتی ہے۔

تربوز: تربوز نہ صرف جسم میں پانی کی کمی پوری کرتا ہے بلکہ جسم میں موثر طریقے سے ہیموگلوبن کی سطح بھی بڑھاتا ہے۔

آلو بخارے: یہ پھل فائبر سے بھرپور ہے جو قبض کا بھی موثر علاج ثابت ہوتا ہے، مگر اس کے ساتھ ساتھ اس میں موجود آئرن ہیموگلوبن کی مقدار کو بڑھانے میں مددگار ہے۔

چنے: ناشتے میں مزیدار تو لگتے ہی ہیں، اس کے ساتھ یہ پروٹین اور آئرن سے بھرپور بھی ہوتے ہیں جو کہ ہیموگلوبن کے لیے بہترین ہے۔

دالیں: دالیں بھی آئرن سے بھرپور ہوتی ہیں جبکہ ان میں موجود فائبر جسم میں صحت کے لیے نقصان دہ کولیسٹرول لیول کی سطح میں بھی کمی لاکر دل کو تحفظ دیتا ہے۔

پالک: پالک آئرن سے بھرپور سبزی ہے اور اسے کھانا غذائی اجزائکو بہت تیزی سے جسم میں ہونے میں مدد دیتا ہے۔

خون کی کمی ایک قابل علاج بیماری ہے جسے اپنی طرز زندگی اور خوراک میں تبدیلی لا کر بڑی آسانی سے دور کیا جاسکتا ہے۔ انیمیا کی علامات محسوس ہونے پر اپنے معالج سے رابطہ کریں اور بتائی گئی احتیاط اور علاج کے طریقوں پر عمل کریں۔

ہفتۂ رفتہ — **راشد العزیری ندوی**

جامعہ رحمانی کے طلبہ سے حضرت امیر شریعت کا خطاب

جامعہ رحمانی میں انجمن نادیۃ الادب کے تحت ہونے والا سالانہ تقریری وتحریری مسابقہ بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوگیا، اس موقعہ پر شرکاء نے اردو کے علاوہ ہندی اور انگریزی میں بھی تقریریں کیں، کل ۱۰۳/طلبہ نے حصہ لیا، یہ مسابقہ دو مرحلوں اور متعدد نشستوں میں ہوا، پہلا مرحلہ پچھلے سال کے انعام یافتہ طلبہ کے مابین تھا، دوسرے مرحلہ میں غیر انعام یافتہ طلبہ نے شرکت کی، انعام یافتہ طلبہ کو اپنے عنوان پر بولنے کے لیے صرف دو دنوں کا وقت ملتا ہے، اور غیر انعام یافتہ طلبہ کو ایک ہفتہ کا، جب کہ ارتجالی مسابقہ میں بغیر کسی تاخیر کے اسی وقت اپنے موضوع پر اظہار خیال کرنا پڑتا ہے جس وقت عنوان کا علم اس کو کرایا جاتا ہے، طلبہ نے اس موقعہ پر معیاری مقالے بھی پیش کیے، تقریر کے عنوانات یہ تھے: ۱-NPR,NRC,CAA سے عوام پر مرتب ہونے والے اثرات، ۲- دستور ہند کی حفاظت کیوں؟، ۳- جان ومال اور عزت وآبرو کی قدر اسلام میں، ۴-خودغرضی اسلام کی نگاہ میں، ۵- اسلامی اخلاق سے دور ہوتا معاشرہ، ۶- بچوں کی دینی تربیت میں والدین کا کردار، ۷-وضو کے فضائل وفوائد، مقالہ ان عنوانات پر پیش کیے گئے، ۱-حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور تبلیغ دین، ۲- حضرت مولانا محمد علی مونگیری اور ردعیسائیت، اس موقعہ پر حکم کے فرائض مولانا محمد خالد رحمانی، مولانا مفتی ریاض احمد قاسمی، مولانا مفتی محمد اعجاز رحمانی، مولانا جاوید اقبال قاسمی اور مولانا محمد انظر حسین قاسمی نے انجام دیئے۔ مسابقہ کے اختتامی نشست میں طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے جامعہ رحمانی کے سرپرست امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے فرمایا کہ آپ ایسی زبان کی مشق کریں اور استعمال کریں، جو عام لوگوں کی سمجھ میں آسانی سے آجائے، انداز ایسا اختیار کریں، جو لوگوں کو بھا جائے، اور بات دل میں جاکر اثر کر جائے، اس کے ساتھ ساتھ عمل میں آپ پکے ہوں، اخلاق بھی آپ کا اچھا ہو، تب آپ کی باتیں مؤثر ہوں گی، انہوں نے کہا کہ آپ اپنی باتوں کو قرآن وحدیث اور بزرگوں کے مستند واقعات کے حوالوں سے مزین کیجئے، آپ کی باتوں میں اس سے وزن پیدا ہوگا، حضرت رحمانی نے کہا کہ بڑا مقرر اور واعظ وہی ہوتا ہے، جو لوگوں کی سمجھ کے مطابق باتیں کرتا ہے، اور دین کی باتیں عوام کے دل ودماغ میں اتار دیتا ہے۔ صدر انجمن جناب مولانا محمد نعیم صاحب رحمانی نے کہا کہ انجمن نادیۃ الادب کے پروگراموں کو حضرت کی ہدایتوں اور اساتذہ کی دلچسپیوں کی وجہ سے بڑی کامیابی ملی ہے، جو طلبہ کی صلاحیتوں کو سنوارنے اور بہتر بنانے میں اہم ثابت ہورہی ہے۔

ڈاکٹر لقمان سلفی کا انتقال بڑا علمی خسارہ: حضرت امیر شریعت

مشہور اور بافیض عالم دین شیخ ڈاکٹر لقمان سلفی کے انتقال پر خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے، انہوں نے کہا کہ مولانا نے دین اور علم کی اپنے نہج پر بڑی خدمت کی، کتابیں لکھیں، قرآن پاک کی تفسیر لکھی ادارے قائم کئے، اور علم دین کی اشاعت کا فریضہ انجام دیا، انہوں نے کہا کہ ان کے انتقال سے علمی دنیا کا بڑا خسارہ ہوا ہے، اپنی خدمات کے ذریعہ علماء اور اہل علم میں بڑا مرتبہ حاصل کیا، اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے، درجات بلند کرے اور اجر عظیم سے نوازے (آمین) جامعہ رحمانی مونگیر میں تعزیتی نشست میں اساتذہ جامعہ رحمانی نے ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا، اور ایک بڑے عالم کے دنیا سے رخصت ہوجانے پر بڑی کمی کا احساس کیا۔

رحمانی فاؤنڈیشن نے اب قائم کیا رحمانی اسکول آف اکسیلنس

رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر نے تعلیم کی سمت میں ایک اہم پیش رفت کی ہے، کمپیوٹر کی معیاری تعلیم، بی ایڈ کالج کے قیام اور رحمانی ۳۰ کی بڑی کامیابی کے بعد ہیڈ کوارٹر بیلن بازار مونگیر میں اس نے پلس ٹو تک کا معیاری اسکول قائم کیا ہے، جس میں پانچویں کلاس سے لے کر پلس ٹو تک کی CBSE بورڈ کے نصاب کے مطابق شاندار تعلیم دی جائے گی، ساتھ ہی دینی تربیت پر خاص توجہ دی جائے گی، اس میں ماہر اور تجربہ کار اساتذہ کی نگرانی میں طلبہ کو جدید ٹکنالوجی کے ذریعہ تعلیم سے سنوارنے کا بہت اچھا نظم کیا گیا ہے، رحمانی اسکول آف اکسیلنس کے نام سے قائم اس ادارہ میں داخلہ کا کام شروع ہوگیا ہے، ان شاء اللہ اس اسکول کے ذریعہ نئی نسل کو مضبوط بنیادی تعلیم فراہم کی جائے گی، جس سے وہ آگے کا سفر آسانی کے ساتھ طے کرسکیں گے، اور کامیابیوں کی منزلیں طے کریں گے، رحمانی فاؤنڈیشن کے جنرل سکریٹری مولانا ظفر عبدالرؤف رحمانی نے اس کی جانکاری دیتے ہوئے کہا کہ امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے جس مقصد کے تحت رحمانی فاؤنڈیشن قائم کیا تھا، اس کی طرف یہ ایک مضبوط قدم ہے، ملت کے نونہالوں کو اپنا اگلا کامیاب تعلیمی سفر جاری رکھنے میں اس سے بڑی مدد ملے گی، انہوں نے کہا کہ رحمانی ۳۰ اور رحمانی بی ایڈ کالج نے جس طرح فتوحات کے جھنڈے گاڑے ہیں، اور قوم وملت کی تعمیر میں اہم رول ادا کیا ہے، امید ہے رحمانی اسکول آف اکسیلنس بھی اسی طرح کامیابی کی طرف تیزی سے بڑھے گا، اور قوم وملت کی تعلیم کے میدان میں کمی کو پورا کرے گا، جنرل سکریٹری رحمانی فاؤنڈیشن نے بتایا کہ بانی رحمانی فاؤنڈیشن مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کی تعلیمی فکر کو رحمانی اسکول آف اکسیلنس کے ذریعہ سامنے لایا جائے گا، ان کی فکر ہے کہ مسلمان تعلیمی میدان میں خود کفیل بنیں اور معیاری اور اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اس ملک میں وہ اپنے قدموں پر کھڑا ہوسکیں۔ یاد رہے رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر کے قیام کا بنیادی مقصد تعلیم یافتہ سماج اور صحت مند معاشرہ بنانا ہے، اس سلسلہ میں اس کے اقدامات اہم اور تاریخی ہیں، اس کے علاوہ ادبی وثقافتی پروگراموں کے انعقاد اور دوسرے سماجی پہلوؤں سے بھی سماج کی ترقی کے لیے وہ کام کرتا رہتا ہے۔

مدھیہ پردیش میں سیاسی بھونچال

مدھیہ پردیس میں گذشتہ کئی ہفتوں سے جاری سیاسی بھونچال کے درمیان کانگریس کے نوجوان لیڈر مسٹر جیوتی رادتیہ سندھیا نے کانگریس پارٹی سے بغاوت کرتے ہوئے اپنے ۲۲/حمایتی ایم ایل اے کے ساتھ کانگریس کی بنیادی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا ہے، جس کی وجہ سے مدھیہ پردیش کی کمل ناتھ حکومت اقلیت میں آگئی ہے، سندھیا کے استعفیٰ کی وجہ سے مدھیہ پردیش کی سیاست پر دوررس اثرات مرتب ہوں گے، اور مستقبل میں مدھیہ پردیش کے سیاسی منظر نامہ پر کانگریس کی بقاء کے لئے ایک سنگین بحران کی صورتحال پیدا ہوسکتی ہے، کانگریس چھوڑنے اور بھاجپا میں شامل ہونے کی وجہ سے مرکز کی بی جے پی حکومت نے سندھیا کو مدھیہ پردیش سے راجیہ سبھا کا امیدوار بنایا، سندھیا نے کانگریس پر کئی الزامات عائد کئے ہیں اور کہا ہے کہ کانگریس پارٹی پہلے جیسی نہیں رہی، اس پارٹی میں رہ کر میں ملک کی خدمت صحیح طور پر انجام نہیں دے رہا تھا۔ (قومی تنظیم ۱۲/مارچ ۲۰۲۰ء)

بقیات

بقیہ: اگر اب بھی نہ جاگے تو............ اس سے ٹکڑوں میں بٹا ہوا پورا علاقہ مسلمانوں کے اس حسن انتظام سے متحد ہو گیا، اس طرح یہ ایک وسیع و عظیم ملک ہندوستان بن کر معاشی خوشحالی کے لحاظ سے عالمی سطح پر" سونے کی چڑیا" کہلایا، اور مسلمانوں کے حسن انتظام سے ہر شعبہ زندگی میں ترقی ہوئی، اور ذوق فنکاری سے ایسی مثالی تعمیرات وجود میں آئیں کہ آج وہ عالمی یادگار وفن پارے کہلاتے ہیں، جیسے تاج محل، لال قلعہ، قطب مینار، شاہی مسجد، تاج المساجد، چار مینار وغیرہ۔

مگر منوواد کا جو برہمن طبقہ انسانوں کو طبقاتی نظام میں تقسیم کرکے اپنے غلام بنا کر ان کا صدیوں سے استحصال کرر ہا تھا، اسے یہ انسانوں کی آزادی اور مساوات کا پیغام کہاں راس آنے والا ہے، وہ برہمن طبقہ بے چین تھا اور تاک میں تھا جب تجارت کے بہانے انگریز اس ملک پر قابض ہوئے تو یہ منوادی طبقہ نے ان انگریزوں سے ہاتھ ملایا اور ان کے رازداں بن کر پورے ملک کو غلام بنانے میں ان کا ساتھ دیا، تقریباً ایک سو سال تک ملک پر انگریزوں کی ظالم وجابر حکومت ظلم کے پہاڑ توڑتی رہی اور ملک کے خزانوں کو لوٹ کر لے جاتے رہے، تو اس لوٹ مار اور ظلم کے خلاف مسلمانوں نے اعلان جہاد کیا اور ان غاصب انگریزوں کے خلاف اعلان بغاوت کیا، اس وقت نوابوں اور مسلم بادشاہوں نے ان ظالم انگریزوں کے خلاف جنگ چھیڑی جیسے بنگال کے سراج الدولہ اور میسور کے ٹیپو سلطان وغیرہ۔ ملک کے اس نازک موقع پر ان مجاہدین کا ساتھ دینے کے بجائے اس منوادی برہمن طبقہ نے ان مجاہدین آزادی کے خلاف انگریزوں کا ساتھ دیا، ان کے مخبر بن کر مجاہدین آزادی کے راز انگریزوں تک پہونچائے اور مطلوبہ مجاہدین کے اڈے بتا کر پکڑوادیا، شہید اشفاق اللہ خان اور رام پرساد بسمل جیسے مجاہدین آزادی کو بھی اس نے ان کا پتہ بتا کر پکڑوادیا، جس کی وجہ سے ان کو پھانسی پر لٹکایا گیا۔

ملک کے مختلف ہندو مسلم سکھ وغیرہ نے غاصب انگریزوں کا ناطقہ بند کیا ورانہیں ملک چھوڑنے پر مجبور کیا تو یہ یقینی ہو گیا کہ اب انگریز اپنا بوریا بستر لپیٹنے والا ہے اور ملک آزاد ہونے والا ہے، تو انسانوں کو غلام بنانے والے منواد برہمن طبقہ آزاد ہونے والے اس عظیم ملک کو ایک ہندو ملک میں تبدیل کرنے اور یہاں بسنے والے غیر برہمن تمام مذاہب کے لوگوں کو اچھوت بنا کر پھر اپنا غلام بنانے کے لئے 1924 میں ایک زیر زمین سازشی فرقہ پرست تنظیم بنائی، جس کا نام RSS رکھا، سننے والوں کو کتنا اچھا لگتا ہے کہ راشٹریہ سویم سنگھ، مگر اس کے مقاصد بہت خطرناک ہیں، ان اعلی ذات والوں کے سوا تمام لوگ ان کے غلام ہیں، لہذا تمام غیر برہمنوں کے اس ملک میں کوئی حقوق نہیں ہوں گے۔

۱) ان کو پڑھنے لکھنے کا حق نہیں ہوگا۔

۲) ان کے کوئی انسانی حقوق نہیں ہوں گے۔

۳) دیگر تمام اقوام ان اعلیٰ ذات والوں کے غلام ہوں گے۔

۴) اس ملک میں ہندو مذہب کے علاوہ کوئی مذہب ناقابل قبول ہوگا۔

۵) جو اعلی ذات والے اجازت دیں وہی کھائیں، وہی پئیں، وہ کپڑے پہنیں، شادی بیاہ، خوشی وغم ہر معاملہ میں انہیں کی پیروی وغلامی کریں۔

۶) شرک وکفر کے سوا کسی کو کوئی مذہب اختیار کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

یہ منواد کا برہمن طبقہ 2024 تک اس ملک کو ہندو ملک بنانے کے لئے زندگی کے ہر میدان میں ان کے نظریہ اور عقیدے کے لوگوں کو تیار کرکے اس ملک پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور آج 2020 میں ہم داخل ہوئے ہیں، اس لئے وہ RSS کے منصوبے کے تحت ہر شعبے کو اپنے قبضہ میں لے چکے ہیں، داخلی وخارجی تمام وسائل کو اپنے قبضہ میں لے کر 9/12/2019 کو CAA کا قانون پاس کئے ہیں تاکہ اس آزاد جمہوری وسیکولر ملک کو ہندو ملک بنایا جائے۔

NRC کو پورے ملک میں نافذ کرکے باپ دادا کے شہری ہونے کے ثبوت نہ ملنے کی وجہ سے ملک کی اکثریت کو غیر ملکی قرار دیں گے، ہر ریاست اور ہر ضلع میں حراستی قید خانوں کے حوالے کریں گے، پھر CAA کے ذریعہ تمام غیر مسلموں کو شہریت دے دیں گے اور مسلمانوں کو غیر ملکی قرار دے کر ان کو ملک چھوڑنے یا ہندو بننے پر مجبور کریں گے اور جو نہ مانیں انہیں جیلوں میں طرح طرح کے سزاؤں کے ذریعہ ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔

اس سلسلہ میں غیر BJP پارٹیاں اور لیڈر کچھ نہ کرسکیں گے، کیونکہ موجودہ تمام سیاسی پارٹیاں اور ان کے لیڈر ملزم ہیں، لہذا کوئی بھی پارٹی یا سیاسی لیڈر BJP کے خلاف زبان کھولے گا اس کو جیل کی ہوا کھانی پڑے گی، لہذا مسلمانوں اور دیگر تمام اقلیتوں کو اس مصیبت سے نکلنے اور اس دستور کو بچانے کا ایک بہترین اور سنہری موقع ہے کہ اس وقت جس طرح ملک میں تمام طبقات روڈ پر آئے ہیں اس پر اور تیزی لایا جائے، کیونکہ وہ مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کے بعد باری باری کرکے عیسائیوں کو پھر سکھوں کو، پھر دلتوں اور تمام اقلیتوں کو ان کے حقوق سے محروم کرکے ان سب کو اپنا غلام بنائیں گے، کوئی بھی غیر مسلم دھوکے میں نہ رہے کہ RSS صرف مسلمانوں کے خلاف ہے بلکہ اس ملک کو ہندو راشٹر بنانا اس کا بنیادی مقصد ہے، لہذا اس وقت کوئی بھی اقلیت اپنے حقوق نہیں مانگ سکتی، کیونکہ اس وقت جمہوری وسیکولر دستور منسوخ ہو چکا ہے، ہندوتوا منوادی دستور ناظم ہو چکا ہوگا، پولیس، فوج، عدالت سب ان فرقہ پرستوں کے ہاتھ میں ہوں گے، کوئی مخالفت کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔

فرقہ پرست ذہن رکھنے والی جماعتوں اور لیڈران کو گدیوں سے اتاریں اور ان سب کو کنارے کریں اور جمہوری وسیکولر ذہن رکھنے والوں کے حوالے ملک کریں۔

بقیہ: قدم پیچھے نہ ہٹانا شاہینو! تمہارے دم سے ہی انقلاب آئے گا......

نہ پوچھ مجھ سے میرے صبر کی وسعت کہاں تک ہے
ستا کر دیکھ لے ظالم، تیری طاقت جہاں تک ہے
ستم گر تجھ سے امید کرم ہوگی جسے ہوگی
ہمیں تو دیکھنا یہ ہے کہ تو ظالم کہاں تک ہے

ہم سلام پیش کرتے ہیں دیو بند کے عیدگاہ میدان میں بیٹھی ہوئی ان خواتین کو جنہوں نے چوڑیاں برسا کر حکومتی کمیٹی کو واپس کیا، اور کالے قانون کے واپس ہونے تک اپنے احتجاج کو باقی رکھنے کا بیان دیا۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

ہم سلام پیش کرتے ہیں اس ننھی سی جان کو جو ۳۰/ جنوری کو غریقِ رحمت ہوگئی اور اس کی ماں کو جو اس حال میں بھی زعفرانی قانون کے خلاف ٹکی رہی۔

پھول بننے کی خوشی میں مسکرائی تھی کلی
کیا خبر تھی کہ یہ تبسم ،موت کا پیغام ہے

ہم سلام پیش کرتے ہیں حیدر آباد کی معزز خواتین کو جن کو اب تک دسیوں جگہ دھرنا کرنے سے ہٹایا گیا، جیل خانوں میں منتقل کیا گیا، اسی طرح لکھنؤ، الہ آباد اور بہار کے مختلف شہروں اور قصبات میں دھرنوں پر بیٹھی ماں اور بہنوں کو سلام کرتے ہیں مگر

کہدو! اغیار سے گلشن کو اجاڑے، غم نہیں
پھر سے تعمیر چمن کو باغباں تیار ہے

ربِ کریم وقت کے فرعونوں سے ٹکرانے والے مردوں، عورتوں، بوڑھوں، بوڑھیوں، بچوں، بچیوں اور ہر حصہ دار کے حوصلہ اور جزبہ کو قبول فرمائے، اور ہند میں اس قانون اور حکومت کا سورج غروب اور کچرے کو صاف کرنے والی حکومت کا سورج طلوع فرمائے۔ آمین۔

قدم پیچھے نہ ہٹانا وطن کی شاہینوں
تمہارے دم سے انقلاب آئیگا

قانون

قانون مکڑی کا وہ جالا ہے، جس میں ہمیشہ حشرات یعنی چھوٹے (مجرم) ہی پھنستے ہیں، بڑے جانور (مجرم) اس کو پھاڑ کر نکل جاتے ہیں۔ (حکیم ارسطو)

نفس

نفس وہ کتا ہے، جو انسان سے غلط کام کروانے کے لیے اس وقت تک بھونکتا رہتا ہے، جب تک وہ غلط کام کروا نہ لے، اور جب انسان وہ غلط کام کرلیتا ہے تو یہ کتا سو جاتا ہے، لیکن سونے سے پہلے ضمیر کو جگا جاتا ہے۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۲۳/۴۴۸/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ رانچی)

فاطمہ خاتون بنت محمود عالم ساکن مسمانو ڈاک خانہ وتھانہ چانہو ضلع رانچی، جھارکھنڈ۔ فریق اول

بنام

محمد اقبال ولد شہاب خان ساکن سِروَلی ڈاک خانہ وتھانہ پُنہانہ ضلع نوح/میوات، ہریانہ ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ رانچی میں عرصہ ۲/سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت **۲۱/شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۵/اپریل ۲۰۲۰ء روز بدھ** بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت دار القضاء امارت شرعیہ کربلا ٹینک روڈ رانچی میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲۱/۲۰۶۵/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ مظفر پور)

زلیخا خاتون بنت محمد شفیق مقام گدھا مادھو پور ڈاکخانہ سستا ضلع مظفر پور۔ فریق اول

بنام

محمد روبید ولد محمد منیر مقام سعد پورہ بسواری ٹولہ نزد ہارون لوج ڈاکخانہ رمنا ضلع مظفر پور ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ چندوارہ مظفر پور میں عرصہ دس سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت **۲۵/شعبان ۴۱ھ مطابق ۱۹/اپریل ۲۰۲۰ء روز اتوار** بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

اولاد کی دینی تعلیم وتربیت ہماری دینی ذمہ داری ہے

مدرسہ دارالسلام کے اجلاس سے حضرت امیر شریعت کا خطاب

آپ کی اولاد آپ کے ہاتھ میں اللہ کی امانت ہے، اگر آپ نے اس کی تربیت نہیں کی، دین کے احکام نہیں سکھائے، علم کے ذریعہ اسے نہیں سنوارا، اچھی عادتوں کا اسے عادی نہیں بنایا، اور ایک خدا کے ماننے اور اسی کو اپنا سب کچھ سمجھنے کی تعلیم اسے نہیں دی، تو کل قیامت میں آپ کو اپنے رب کے سامنے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا، ان خیالات کا اظہار خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں امیر شریعت، مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے مدرسہ دارالسلام شتر خانہ مونگیر کے اجلاس دستار بندی میں کیا، انہوں نے کہا کہ اولاد کی خواہش ہر ایک کو ہوتی ہے، مگر اولاد کی تعلیم ورتربیت کے معاملہ میں عام طور پر والدین اپنی ذمہ داری کو نہیں پورا کرتے، جب کہ اسلام نے اس کی پرورش و پرداخت، تعلیم وتربیت اور شادی کراکے گناہوں میں مبتلا ہونے کی اہم ذمہ داری ہر والدین کے سر پر رکھی ہے، حضرت امیر شریعت نے کہا کہ تعجب ہے والدین اولاد کے لیے مکان تعمیر کرانے، اس کے لیے بینک بیلنس کرادینے اور برسر روزگار بنانے کے لیے فکر مند تو رہتے ہیں، مگر اس کی شخصیت کی تعمیر پر توجہ نہیں دیتے، اسے دیندار مسلمان، تعلیم یافتہ اور مہذب شہری بنانے کی کوشش نہیں کرتے، پورے مسلم سماج کو اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے، اور اپنی اولاد کی ہر طرح سے تربیت کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اولاد چاہے بیٹی ہو یا بیٹا، دونوں ہماری توجہ کے مستحق ہیں۔

اس سے پہلے استاذ حدیث جامعہ رحمانی جناب مولانا مفتی محمد اظہر صاحب مظاہری نے کہا کہ لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے، جو لوگوں کو فائدہ پہونچائے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات کی تعلیم دی ہے، مدرسہ کے طلبہ اور اساتذہ امت کو فائدہ پہونچانے کا کام کررہے ہیں، وہ خدا کے پیغام اور رسول کی ہدایتوں کو پہونچاکر جہنم کے گڑھے میں گرنے سے ہمیں بچارہے ہیں، اس لیے ہمیں ان کا شکر گذار اور احسان مند ہونا چاہئے۔ جناب مولانا جمیل احمد صاحب مظاہری استاذ حدیث جامعہ رحمانی نے کہا کہ حفظ قرآن کی بڑی اہمیت ہے، حافظ قرآن کا اللہ کی نگاہ میں بڑا اونچا مقام ہے، اس لیے ہمیں ان کی تعظیم کرنی چاہئے، اپنی اولاد کی طرح ان سے محبت کرنی چاہئے، ان کے دکھ درد اور خوشی میں برابر شریک ہونا چاہئے، یاد رکھئے، دنیا میں ان سے آپ کی محبت کل آخرت میں کام آئے گی۔ جناب مولانا محمد خالد رحمانی ناظم تعلیمات جامعہ رحمانی نے کہا کہ علماء اور حفاظ کی حدیث میں اس روئے زمین کا بہترین شخص کہا گیا ہے، آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سب سے بہترین شخص وہ ہے، جو قرآن سیکھے اور سکھائے، مدرسوں میں پڑھنے والے طلبہ اور اساتذہ یہی کام کرتے ہیں، وہ قرآن مجید کی تلاوت کرکے خود کو شر اور مکر سے محفوظ رکھتے ہیں، اور پورے سماج کو قرآن کی برکتوں سے ہر طرح کے فتنہ وفساد سے حفاظت کا ذریعہ بنتے ہیں، اس لیے بظاہر معمولی نظر آنیوالی یہ جماعت سماج کے لیے ان کا وجود بہت اہم ہے، مدرسہ صوت القرآن داناپور پٹنہ کے امام وخطیب جناب مولانا ایوب نظامی نے کہا کہ مدرسوں کی قیمت کا صحیح اندازہ ہمیں اور آپ کو نہیں ہے، ہمارے دشمنوں کو ہے، اس لیے وہ مدارس کو اپنے نشانہ پر رکھتے ہیں، اور اس پر گھناؤنے قسم کے الزامات لگاتے ہیں۔ اجلاس کی نظامت نوجوان فاضل مولانا تنویر حسین ندوی نے کی، جب کہ مشہور نعت خواں مولانا منظر قاسمی نے نعت ونظم کے ذریعہ سامعین کے دلوں کو محظوظ کیا، جن ۹/طلبہ کی امیر شریعت اور اکابر علماء کے ہاتھوں دستار بندی ہوئی، ان کے نام ہیں حافظ امیتاز رحمانی، حافظ محمد ثمر رحمانی، حافظ محمد ضیاء قمر رحمانی، حافظ محمد رضوان عالم رحمانی، حافظ محمد عادل رحمانی، حافظ محمد ارباز رحمانی، حافظ محمد ثناء اللہ رحمانی، حافظ محمد مدثر رحمانی، حافظ محمد عاطف رحمانی۔

حافظ قرآن اللہ کے چنے ہوئے بندے ہوتے ہیں: حضرت امیر شریعت

کم سے کم اپنے ایک بچہ کو حافظ قرآن بنائیں، کیوں کہ اللہ کے یہاں حافظ قرآن کی بڑی عظمت ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، اور مختلف ذریعوں سے اس کی حفاظت کا وہ سامان کررہا ہے، حافظ قرآن اس کا بڑا ذریعہ ہے، ان خیالات کا اظہار خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے مدرسہ محمدیہ رحمانیہ چورنبہ مونگیر کے اجلاس دستار بندی میں فرزندان توحید کے ایک بڑے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے کیا، انہوں نے کہا کہ وہ والدین دنیا وآخرت دونوں میں کامیاب ہیں، جنہوں نے اپنے بچوں کو قرآن حفظ کرایا، حافظ قرآن اللہ کا پسندیدہ چنا ہوا بندہ ہوتا ہے، اور قیامت میں اس کو بڑا مقام حاصل ہوگا۔ اس موقعہ پر جامعہ رحمانی کے استاذ مولانا مفتی محمد اعجاز رحمانی نے کہا کہ ہمیں حافظ قرآن کے مقام کا اندازہ نہیں ہے، کہ اللہ کے یہاں ان کا کیا مقام ہے، اگر حافظ قرآن کے مقام کا اندازہ ہوجائے، تو ہم اپنے بچوں کو حافظ قرآن بنانے کی کوشش کریں گے، ضرورت ہے کہ ہم ان کے مقام کو پہچانیں، استاذ جامعہ رحمانی مولانا جمال اکبر صاحب نے کہا کہ قرآن سے دوری ہماری بڑھتی جارہی ہے، جب ہماری قرآن سے قرابت اور وابستگی تھی تو ہم ہر طرح سے سرخرو اور کامیاب تھے، آج ہماری ذلت وپستی کا سبب دین سے بیزاری اور قرآن سے مجید سے دوری ہے، کلکتہ سے آئے مولانا سہراب ندوی صاحب نے کہا کہ دینی علم کے بغیر دین پر عمل مشکل ہے، اس لیے دین کا بنیادی علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے، مگر افسوس کہ آج ہمارے بچوں اور بچیوں کو وضو، نماز وغیرہ کا طریقہ بھی نہیں معلوم ہے، یہ لمحہ فکریہ ہے۔ اجلاس میں مشہور نعت خواں مولانا منظر قاسمی رحمانی نے نعت اور موقعہ کی مناسبت سے منظوم کلام سناکر سامعین کے دلوں کو محظوظ کیا، جن دو طلبہ کی حضرت امیر شریعت مدظلہ اور علماء کے ہاتھوں دستار بندی ہوئی، انکے نام ہیں حافظ محمد سہیل، سہرسہ، حافظ محمد ابرار نیپال۔

قدم پیچھے نہ ہٹانا شاہینو! تمہارے دم سے ہی انقلاب آئے گا

تاریخ ساز خواتین عہد نبوت سے عہد حاضر تک

مفتی محسن احسان رحمانی

اسلامی تاریخ کی ابتداء ہی سے جہاں مردوں نے اپنی بہادری، جواں مردی وبے باکی کا اظہار کیا ہے، وہیں خواتینِ اسلام نے بھی اپنی شجاعت کے جھنڈے گاڑے ہیں، اسلامی تاریخ کی ابتدائی جنگ ہو یا پھر خلافت راشدہ کے ادوار۔ میدانِ جنگ کے معرکوں میں مجاہدین کے خیموں کی حفاظت کا ذمہ ہو یا زخم شدہ حضرات کو میدان سے اٹھالانے اور ان کے زخموں پر مرہم لگانے کا کام ہو یا پھر پیاسوں کو پانی پلانا، ایسے دسیوں کام خواتین انجام دیا کرتی تھیں۔ ہم تاریخ کے اوراق الٹتے ہیں تو کبھی اسلام پر قربان ہونے والی حضرت سمیہ کی شہادت کی المناک داستاں ملتی ہے تو کہیں حضرت زنیرہ وامِ فکیہہ کا درد وکرب سے لدا ہوا منظر ملتا ہے، کبھی حضرت خنساء سے اپنے بیٹوں کو شہادت کے لئے میدان جنگ میں روانہ کرنے کا تاریخ ساز درس ملتا ہے تو کہیں حضرت اسماء رضی اللہ تعالی عنہا کا وہ رونگٹے کھڑا کردینے والا تاریخی جملہ پڑھنے کہ ملتا ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کی لاش سرِ راہ سولی پر لٹکتے ہوئے ملنے پر کہا تھا، کیا اب تک یہ سوار اپنی سواری سے زمیں پر نہیں اترا۔ (چارسو باکمال خواتین)

ہم تاریخ اسلام سے ہٹ کر تاریخ ہند کا مطالعہ کرتے ہیں تو شاہ التمش کی بیٹی رضیہ سلطانہ کی دلیری وجاں بازی نظر آتی ہے کہ وہ مردانہ لباس پہن کر اسلحہ سے لیس ہوکر دشمنوں اور مخالفوں کے سامنے سدِ سکندری بن کر ٹھہر جاتی، اور شاہ التمش کو خونخوار شیر سے بچاتی نظر آتی ہے، کہیں تیمور وبابر کی بہو نور جہاں کا پیشانی پر بَل لائے بغیر چار شیروں کو زمیں بوس کرنے کا تذکرہ ملتا ہے، کہیں علاء الدین خلجی کے حکم پر دربار کی ایک معمولی سی کنیز۔ راجہ کا نیر دیو۔ کے قلعہ میں غلغلہ مچاتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ (خواتینِ اسلام کی بہادری)

ہم مغلوں اور تیموریوں کی ان مختصر سی تاریخی جھلکیوں سے گزرتے ہیں اور ماضی قریب کے ادوار پر سرسری نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں دو عظیم سپوتوں کی ماں کی وہ دعا یاد آتی ہے جو انہوں نے کعبہ کے غلاف کو تھام کر اپنے بیٹوں کو راہِ خدا میں قبول ہونے کی دعا مانگی تھی اور جب یہ دونوں فرزندان جنگِ آزادی کی پاداش میں جیل میں مقید ہوگئے تو اس خاتون نے بیان دیا کہ فرنگیوں نے میرے وارث بیٹوں کو قید کردیا ہے اور اسلام پکار رہا ہے اس لئے مجھ معذور وبوڑھی عورت کے لئے بھی اب جائز نہیں کہ گھر کی چار دیواری میں بیٹھی رہوں، دونوں بہوؤں کو لے کر نکل کھڑی ہوئی اور پورے ملک کا دورہ کیا، دلوں میں آگ لگادی، عورتوں نے اپنے زیور اور بعض نے اپنے بچے تک فنڈ کے لیے پیش کردیئے 3 کروڑ چندہ کیا۔ یہ خاتون مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا شوکت علی جوہرؒ کی والدہ محترمہ تھیں۔ ۱۹۲۵ء کے کانگریس کی کمیٹی اجلاس میں ایک خاتون کسانوں اور مزدوروں کو لے کر چل پڑی، پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنے احباء واقرباء کے ساتھ انہیں روکنا چاہا اسی ہنگامی صورت میں اور بے اختیاری طور پر پنڈت نہرو کا ہاتھ اس باحیا خاتون پر لگ گیا اور اس خاتون کی رگِ حمیت بھڑک اٹھی کھینچ کر زوردار طمانچہ رسید کردیا، جس پر پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا: آپ میری ماں ہو مجھے معاف کردیجیے! یہ خاتون مولانا حسرت موہانی علیہ الرحمہ کی اہلیہ سیدہ نشاط النساء تھیں۔

عہدِ حاضر کی تاریخ ساز خواتین:

اشاعت دین کا مسئلہ ہو یا حفاظتِ دین کا مسئلہ یا پھر قوم وملک کی بقا کا مسئلہ ہو اگر مردانِ خدا میدانِ کارزار میں نظر آئے ہیں تو ان کے اردگرد دلیر خواتین کا جمِ غفیر بھی امنڈتا ہوا، آگے بڑھتا ہوا اور للکارتا ہوا پیش پیش نظر آیا ہے!

آج مذکورہ بالا جاں باز عزم واستقلال کی پیکر خواتین کی بیٹیاں سرزمین ہند پر ملک اور ملک کی جمہوریت کی سلامتی کے لیے، سیاہ قانون کو ختم کرنے کیلیے اپنے آباواجداد کی تاریخوں کو دوبارہ رقم کررہی ہیں، یقیناً جب مورخ ہندوستان کی تاریخ لکھنے کے لئے قلم اٹھائے گا تو اس ملک کی خواتین کا تذکرہ سنہرے حروف میں لکھا جائے گا۔ جو گھروں کو تالے لگا کر استقامت کا پہاڑ بن کر ملک کی مختلف ریاستوں میں بیٹھی ہوئی ہیں، وطن کی محبت سے سرشار اِن خواتین کے جسم اور لہو کو نہ دھوپ کی شدت وتمازت نقصان پہنچارہی ہے، نہ سردی کی سرسراہٹ ان کی چمڑی میں لرزہ پیدا کررہی ہے، نہ بارش کے قطرات ان کے عزمِ سفر میں رخنہ ڈال رہے ہیں، بلکہ گنگا جمنا تہذیب کے تحفظ کے لئے، ملک کو ایک راشٹر میں تبدیل ہونے سے بچانے کے لیے، ملک کے ترنگے کو ایک رنگ میں رنگنے کی سازش کو ناکام بنانے کے لیے، دستورِ ہند کی حفاظت کے لیے، شہروں، قصبوں، دیہاتوں، آبادیوں، پیدل، سواریوں پر اپنی جان اپنا مال لگاکر اپنی آرائش وزیبائش، آرام وراحت کو چھوڑ چھاڑ کر، باشعور بچوں کو اسکول بھجواکر کم سن بچوں کے ہاتھوں کو تھام کر، گودوں میں اٹھاکر، سینے سے چمٹاکر، فرعون ونمرود اور ہامان کے خلاف نعرہ فگن نظر آرہی ہیں۔ ہم سلام پیش کرتے ہیں باہمت لدیدہ وعائشہ کو جنہوں نے منجمد خون میں حمیت کا صور پھونکا، ہم سلام پیش کرتے ہیں شاہین باغ کی شاہین صفت خواتین کو جو تین مہینوں سے کھلے آسمان کے نیچے آہنی دیوار بنی بیٹھی ہوئی ہیں، بندوق کی گولیوں نے بھی ان کے جذبات کو سرد نہیں کیا۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

Volume:60/70,Issue:11 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

نفرت کی یہ دیوار یہاں کس نے اٹھادی
برباد میرے گھر کو یہ دیوار کرے گی
(حفیظ میرٹھی)

حکومت کا آمرانہ رویہ ملک کے لیے خطرات کی تمہید

مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ

جمہوریت اور سیکولرزم کا عظیم نمائندہ ملک بھارت، جو اپنے تکثیری سماج کے حوالے سے پوری دنیا میں معروف ہے، گذشتہ چند دہائیوں سے اس کے افق پر فرقہ پرستی اور مذہبی جنون کے سیاہ بادل منڈلا رہے ہیں، خاص کر جب سے موجودہ حکومت اقتدار میں آئی ہے، ملک میں ایک بڑی آبادی اور اقلیتوں کے خلاف نفرت اور عداوت کے ماحول کو بڑا فروغ ملا ہے، آج سیاست کی تمام جدو جہد میں مذہب اور فرقہ پرستی کو بنیاد کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے، ملک گیر سطح پر سادہ اور صاف ذہن کو ہندوتوا کے نام پر پراگندہ کرنے کی منظّم کوشش کی گئی ہے، جس کے نتیجے میں ملک کے دو بڑے مذہب کے پیروکاروں کے درمیان غیر معمولی دوریاں اور نفرت کی گہری خلیج حائل ہوگئی ہے۔ بر سر اقتدار حکومت کا سیاسی نقطۂ نظر اور اس کی پشت پر کارفرما RSS کی تنظیمی طاقتیں ملک کے آئین و دستور کے حق میں کتنی موافق اور کتنی مخالف ہیں؟ ملک و بیرون ملک کے تمام باخبر لوگ اس سے کسی قدر واقف ہو چکے ہیں۔ حالیہ دنوں میں حکومت نے پے در پے اقلیتوں کو سامنے رکھ کر ملک کے اکثریتی طبقہ سے سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لیے جو اہم فیصلے لیے ہیں، وہ ان کے اگلے ایجنڈے کی خطرناکیوں کی غماز ہے، جن سے صرف نظر کرنا فقط ناعاقبت اندیشی نہیں بلکہ ملک کی سالمیت اور اس کی جمہوریت کو پامال کرنے کے مترادف اور اپنے قومی وجود کو فنا کرنے کے برابر ہوگا۔ اس میں ذرہ برابر بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ ملک کی حکومت ملک کی ضروریات اور تقاضوں پر کم اور اپنے سیاسی منشور پر زیادہ کام کر رہی ہے، جس کا وہ بارہا فخریہ طور پر برملا اظہار بھی کرتی نظر آرہی ہے، سی اے اے، این پی آر اور این آر سی جیسا متنازع قانون بھی اسی منشور کا ایک سازشی منظّم حصہ ہے، جس کی وجہ سے پورا ملک سراپا احتجاج نظر آرہا ہے، ملک کی راجدھانی ''دہلی'' بھی اسی کی نذر ہوگئی، مگر حکومت پر اس اندوہناک اور سیاہ حادثے کا کوئی اثر نہیں پڑا، اس کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی، کتنی معصوم جانیں، خاندان، محلے، گھر، ساز وسامان، کل متاع حیات اور اربوں کے املاک لٹ گئے اور خاک ہوگئے، مگر وقت کے حاکموں اور آمروں کی آنکھ سے گھڑیالی آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی نہیں ٹپکا۔

کسی نے خود کو مٹا دیا ہے وفا میں آنسو بہا بہا کے
کسی کی چشم جفا سے اشکوں کا ایک قطرہ گرا نہیں ہے

متنازع شہریت ترمیمی قانون ۲۰۱۹ء کے خلاف اتنا ہمہ گیر احتجاج اور ایسے پر امن طویل مسلسل دھرنے جس کی مثال آزادی کے بعد ملک کی تاریخ میں کہیں نظر نہیں آتی، ملک کا کوئی ایسا شہر اور قابل شمار خطہ نہیں، جہاں اس عوامی تحریک نے مہینوں تک صدائے احتجاج بلند نہ کی ہو، اور آج تک یہ دھرنے پوری قوت کے ساتھ پر امن طریقے پر ملک کے اہم مقامات پر جاری ہیں۔

دوسری جانب حکومت کا رویہ حد درجہ افسوسناک اور قابل مذمت ہے کہ وہ ان احتجاج ومظاہروں سے اپنی آنکھیں بند کر کے اپنی منفی سوچ پر بضد ہے، جمہوریت کی آواز کو دبانے کی نت نئی سازشیں کر رہی ہیں اور یہاں کے ایک خاص طبقے کی رضا جوئی اور اپنے سیاسی ایجنڈے کو روبہ عمل لانے کے لئے ملک کے دیگر طبقوں کو نظر انداز کر رہی ہے، اس کے رویے سے ایسا لگ رہا ہے کہ اس قانون سے متعلق ملک میں کچھ ہوا ہی نہیں، اور اگر کہتی بھی ہے تو وہ فقط زبانی جمع خرچ ہے۔ واضح رہے کہ یہ خالص فاشسٹ، نازی، متشدد اور آمرانہ نظریہ ہے، جو ایک جمہوری ملک کے لیے پیش آنے والے سنگین خطرات کی تمہید سے کم نہیں۔

جیسا کہ ملک کا حکمراں طبقہ سیاسی سبھاؤں میں اپنی حکومت کے انہیں کارناموں اور فیصلوں کا تذکرہ کرتے ہوئے مستقبل میں لینے والے اسی قبیل کے اہم فیصلوں کا ان کو نمونہ قرار دے رہے ہیں، جس سے بھارت میں اقلیتوں کو خوفناک مستقبل کا اشارہ ملتا ہے۔ سنگھ پریوار اور بی جے پی کی فرقہ پرستی اور ان کے لیڈروں اور رضا کاروں کی مستقل زہر افشانیوں اور اشتعال انگیز بیانات نے ملک کے قومی اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور ملک کی گنگا جمنی تہذیب کو دوبارہ دو نفرت کے خیموں میں تقسیم کرنے کا عملی کام انجام دیا ہے۔ جس حکومت سے نفرت کے سوتے پھوٹتے ہوں، جس کی فکری بنیادیں تشدد اور فرقہ پرستی کو جنم دیتی ہوں، جس کا وجود ہی رواداری، وسعت ظرفی اور مثبت نظریات کی نفی کرتا ہو، ایسی حکومت ہرگز اپنے فرائض منصبی اور قومی امن وامان کا فریضہ انجام نہیں دے سکتی۔ جس متنازع قانون کو لے کر منظّم سازش کے تحت ملک کی راجدھانی دہلی کئی دنوں تک جلتی رہی، انتظامیہ اور پولیس اپنے فرائض انجام دینے میں ناکام نظر آئی اور ملک کے مشرق ومغرب اور شمال وجنوب سے لے کر بیرون ممالک تک بھارت کے اقلیتوں میں خوف وہراس اور ان کے عدم تحفظ کے خدشات پر اہم تبصرے ہو رہے ہیں اور دنیا کے موقر اخبار و جرائد میں اس موضوع پر ادارتی کالم لکھے جا رہے ہیں اور حکومت اپنے فیصلے سے ایک انچ ہٹنے کو اگر تیار نہیں ہے تو یہ اس ملک کی جمہوریت اور اس کی عزت ووقار پر حرف لانے والا بڑا سوال ہے۔

حکومت کے آمرانہ رویے کی ایک مثال کشمیر کے موجودہ بدترین حالات بھی ہیں کہ بلا ہوم ورک کے انسانی زندگی کے تقاضوں کی پرواہ کئے بغیر جھوٹ کا سہارا لے کر خفیہ طور پر پورے کشمیر کو ایک سے دو دن میں فوجی چھاؤنی میں تبدیل کر دیا گیا، تمام سیاسی وسماجی لیڈروں کو طویل مدت تک نظر بند رکھا گیا، غیر معینہ مدت تک کے لئے انٹرنیٹ و دیگر سہولیات سے کشمیری عوام کو یکسر محروم کر دیا گیا، ایک لمبی مدت تک تعلیمی اور رفاہی ادارے مقفل رہے اور چلتی پھرتی زندگیاں گھروں میں بے بس بنا کر غیر انسانی طریقے پر محبوس کر دی گئیں، جس کا گھٹن اور کرب آج تک وہاں محسوس کیا جا رہا ہے۔ حکومت کا یہ قدم بھی حقوق انسانی کے زاویہ سے بالکل آمرانہ تھا، حکومت نے اپنی آمریت وطاقت کے اندازہ لگانے کا ایک کامیاب تجربہ کیا ہے جس سے کئی طرح کے خدشات یہاں کی اقلیتوں میں پیدا ہو رہے ہیں۔ حکومت کا اگلا قدم اس ملک میں یکساں سول کوڈ اور ہندو راشٹر کے لئے کیا ہوگا؟ کہنا مشکل ہے تاہم اس پر اہل نظر کی توجہ ہے اور ملک کا پڑھا لکھا طبقہ اس کو ایک حساس موضوع کے طور پر دیکھ رہا ہے اور اس کا سیاسی و غیر سیاسی تجزیہ کر رہا ہے اور ملک کے آئین و دستور اور جمہوریت کی بقاء کے لئے عملی طور پر بے حد فکر مند ہے اور اس کے لئے ہر طرح کی قربانی دینے کے لئے تیار بھی ہے۔ RSS کی فوجی تنظیم سے ملک کے سیکولر ڈھانچے کو جو خطرہ لاحق ہے اس سے ملک کو بچانا یہاں کے ہر امن پسند شہری کا ملکی فریضہ ہے، بپن راوت کے ذریعہ بریہ، بحریہ اور فضائیہ فوج کو یکجا کرنے کا کام اس کے آمرانہ مزاج کا واضح پتہ دیتا ہے جو ملک کے مستقبل کی منفی صورتحال کی جانب اشارہ بھی کر رہا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ حکومت اور پیش رو حکومتوں کے درمیان غیر معمولی سطح پر نظریاتی وفکری فرق وفاصلے ہیں۔ یہ حکومت جہاں سے اپنی فکری غذا کشید کرتی ہے وہ موساد (اسرائیلی تنظیم) کے بعد دنیا کی دوسری بڑی مسلم مخالف متشدد تنظیم ہے، جس کی تمام تحریکی کوششوں کا محور فقط ایک طبقہ کے خلاف منصوبے تیار کرنا اور ملک میں جمہوریت کی جگہ منووادی نظام کو دوبارہ نافذ کرنا ہے تا کہ وہ پھر سے یہاں کی قدیم آبادی مول نواسیوں (OBC,SC,ST) کو غلام بنا سکے۔ ۲۰۱۴ سے آج تک برسر اقتدار حکومت جن خطوط پر چل کر سی، اے، اے جیسا متنازع قانون بنانے تک پہنچی ہے اس کا بے لاگ جائزہ لینے کے بعد ملک کی عوام اور سیکولر طبقہ اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ آر ایس ایس اب اپنی منزل سے بہت قریب آچکی ہے۔ ملک میں پھیلی انارکی، منصوبہ بند فرقہ ورانہ فسادات، مہینوں سے جاری دھرنے اور اقلیتوں میں بے انتہا خوف وہراس کا عالم جس کا واضح ثبوت ہے جسے دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کسی وقت بھی ملک میں غیر متوقع حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ جب کہ دوسری جانب ملک کی معیشت بدترین دور سے گذر رہی ہے، ملکی املاک کو بڑے وسیع پیمانے پر شخصی بنایا جا رہا ہے، حکومت چلانے کے لیے RBI سے بار بار قرضے لیے جا رہے ہیں دن بہ دن ملکی وقومی بینک کا سرمایہ مزید بحران کا شکار ہو رہا ہے اور یس بینک نے تو عوام کی بے چینی کو انتہا درجہ تک پہنچا دیا ہے، مگر حکومت ہے کہ وہ اپنی فرقہ پرستی کی سیاست میں مشغول ہے اور اپنے سیاسی منہج سے ہٹنے کے لیے کسی طرح تیار نہیں ہے جو ملک کے لیے خطرات کا پیش خیمہ ہے ایسے میں ملک کی عوام کی ذمہ داریاں بے حد بڑھ جاتی ہیں۔ اللہ ہی اس ملک کا حافظ وناصر ہے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔
Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید و دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)